بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

نمبر ۵۲۵۴

رجسٹرڈ ایل

خلافت نمبر

الفضل ربوہ

ایڈیٹر
روشن دین تنویر
بی اے ایل ایل بی

فی پرچہ
۲۵ پیسے

The Daily AL FAZL Rabwah

جلد ۵۱/۱۶ | ۲۴ ہجرت ۱۳۴۱ ہش | ۱۹ ذوالحجہ ۱۳۸۱ھ | ۲۴ مئی ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۱۷

خلافت کے استحکام اور قیام کیلئے ہمیشہ کوشش کرتے رہو

اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو تم ایک ایسی قوم بن جاؤ گے جو کبھی نہیں مرے گی

احمدی نوجوانوں سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۳ء کو خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں احمدی نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کو یاد رکھو اور خلافت کے استحکام اور قیام کیلئے ہمیشہ کوشش کرتے رہو۔ تم نوجوان ہو تمہارے حوصلے بلند ہونے چاہئیں اور تمہاری عقلیں تیز ہونی چاہئیں تا کہ تم اس کشتی کو ڈوبنے اور غرق نہ ہونے دو۔ تم وہ چٹان نہ بنو جو دریا کے رُخ کو پھیر دیتی ہے بلکہ تمہارا یہ کام ہے کہ تم وہ چینل (channel) بن جاؤ جو پانی کو آسانی سے گزارتی ہے۔ تم ایک ٹنل ہو جس کا یہ کام ہے کہ وہ فیضانِ الٰہی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوا ہے تم اسے آگے چلاتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو تم ایک ایسی قوم بن جاؤ گے جو کبھی نہیں مرے گی اور اگر تم اس فیضانِ الٰہی کے رستہ میں روک بن گئے اس کے رستہ میں پتھر بن کر کھڑے ہو گئے اور تم نے اپنی ذاتی خواہشات کے ماتحت اسے اپنے دوستوں رشتہ داروں اور قریبیوں کے لئے مخصوص کرنا چاہا تو یاد رکھو وہ تمہاری قوم کی تباہی کا وقت ہوگا۔ پھر تمہاری عمر کبھی لمبی نہیں ہوگی اور تم اس طرح مر جاؤ گے جس طرح پہلی قومیں مریں۔ لیکن قرآن کریم یہ بتاتا ہے کہ قوم کی ترقی کا رستہ بند نہیں۔ انسان بیشک دنیا میں ہمیشہ زندہ نہیں رہتا لیکن قومیں زندہ رہ سکتی ہیں۔ پس جو آگے بڑھے گا وہ انعام لے جائیگا اور جو آگے نہیں بڑھتا وہ اپنی موت آپ مرتا ہے اور جو شخص خودکشی کرتا ہے اسے کوئی دوسرا بچا نہیں سکتا۔"

(الفضل ۲۳ مئی ۱۹۶۱ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۲۳ مئی بوقت ۸ بجے صبح

کل تمام دن حضور کو ضعف اور بے چینی کی تکلیف رہی۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

درخواستِ دعا

مکرم کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین کچھ عرصہ سے پیٹ کی تکلیف سے بیمار ہیں اور اب لنڈن علاج کے لئے جا رہے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل صحت عطا فرمائے تا کہ وہ جلد سے جلد صحت یاب ہو کر واپس اپنے مشن میں پہونچ جائیں اور خدمتِ دین کا فریضہ خوش اسلوبی سے ادا کر سکیں۔ ان کے بچے ان کے جانے کے بعد سپین میں ہی رہیں گے۔ ان کی خیر و عافیت کے لئے بھی دعا کی جائے۔ (وکالت تبشیر)

مسعود احمد خورشید پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

مقامِ خلافت کی اہمیّت

فرمودات سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ

"خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں یہ خدا تعالےٰ کا اپنا کام ہے۔ . . . پس مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالحہ سے بنایا ہے۔ خدا تعالےٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کرسکتی۔ اس لئے تم میں سے کوئی بھی مجھے معزول کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اگر اللہ تعالےٰ نے مجھے معزول کرنا ہو گا تو مجھے موت دے دیگا تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرو۔ تم معزول کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ مَیں تم میں سے کسی کا شکرگزار نہیں ہوں۔ جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا۔"

"جسکو خدا تعالےٰ نے چاہا خلیفہ بنا دیا اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جھکا دیں۔ خدا تعالےٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر بحث کرو تو سخت حماقت ہے ــــ مَیں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالےٰ نے انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ اس خلافتِ آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا کہ حضور وہ مفسد فی الارض اور مفسک الدم ہے مگر انہوں نے اعتراض کرکے کیا پھل پایا۔ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔"

"پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو مَیں اسے کہہ دونگا کہ آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے۔ اگر وہ ابیٰ اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے اسجدوا لآدم ہی کہے گی اور اگر ابلیس ہے تو وہ اس دربار سے نکل جائے گا۔"

"اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں تم ان سے بچو۔ پھر سُن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا۔ اور نہ مَیں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔"

(بدر ۲۱ جنوری ۱۹۱۲ء)

"میرے اور صدر انجمن کے تعلقات دوستانہ اور پیری مریدی کے رنگ میں ہیں ہم ان پر حکمران ہیں جو چاہیں منوا لیتے ہیں۔"

(بدر ۲۹ جون ۱۹۱۰ء)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۶۲ء

خلافت وحدتِ قومی کی جان ہے

سورہ نور میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"وعد الله الذين اٰمنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم فى الارض كما استخلف الذين من قبلهم ص وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا ط يعبدوننى لا يشركون بى شيئا ط ومن كفر بعد ذلك فاولئك هم الفسقون واقيموا الصلوٰة واٰتوا الزكوٰة واطيعوا الرسول لعلكم ترحمون"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور اعمال صالح بجالاتے ہیں کہ وہ یعنی اللہ تعالیٰ ضرور زمین میں ان کے لئے خلافت قائم کرے گا اسی طرح جس طرح ان سے پہلے وہ دوں کے لئے خلافت قائم کرتا ہے۔ اور ضرور ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا تمکن دے گا اور ان کے خوف کے بعد ضرور امن میں تبدیل کر دے گا وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے اور جس نے اس کے بعد انکار کیا پس وہ فاسق ہیں۔ اور قائم کرو نماز اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول اللہ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

(سورہ نور: ۵۶-۵۷)

ان آیات کریمہ سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے رسالہ "الوصیت" میں یہی استنباط کیا ہے کہ انبیا علیہم السلام کی وفات پر جب ایمان لانے والوں پر کوہ غم ٹوٹ پڑتا ہے اور ہر طرف سے یاس و ناامیدی ان کو گھیر لیتی ہے اور وہ خوف کھانے لگتے ہیں کہ چونکہ ہمارا آقا جس کے سہارے ہم دین میں ترقی کرتے چلے جاتے تھے ہمارے درمیان سے اٹھ گیا ہے اور اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملا ہے اب خدا جانے ہمارا کیا حال ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنی دوسری قدرت کو ظاہر کرتا ہے جس سے قوم کی وہ حالت تبدیل ہو جاتی ہے اس وقت مومنوں کے دل میں جو سب سے زیادہ خوف پیدا کرنے والی چیز ہوتی ہے وہ مومنوں کے درمیان رشتۂ اتحاد کا ٹوٹ جانا اور جماعت کا منتشر ہو جانا سب سے بڑھ کر ہوتا ہے کیونکہ انتشار کی وجہ سے غیر قوموں میں ان کو آسانی سے دبا لیتی ہیں اور پھر خانہ جنگی اور باہم تنازعات پیدا ہو جانے کا بھی خطرہ ہوتا ہے اور اس طرح مومنوں کے دل میں یہ خدشہ پیدا ہو جاتا ہے کہ ان کا دین جس کو نبی اللہ نے بڑی محنت اور جانفشانی سے قائم کیا تھا نعوذ باللہ تباہ ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کا کام رک جائے گا۔

اس طرح کے وسوسوں اور بیسیوں خطرے ہوتے ہیں جو مومنوں کے دل میں نبی اللہ کی وفات کے وقت پیدا ہوتے ہیں اور ان کی حالت اس خوف سے نڈھال ہو جاتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو پہلے ہی سے یہ وعدہ دیتا ہے کہ اے ایمان لانے والو اگر تم خلافت پر ایمان رکھو گے اور نیک اعمال بجالاتے رہو گے تو میں ضرور بر ضرور تم میں بھی سلسلہ خلافت قائم کروں گا یہ قدیم سے میری سنت ہے، تم سے پہلے جو مومن ہوئے ہیں نبی اللہ کی وفات کے بعد میں ان میں بھی خلافت قائم کرتا رہا ہوں ایسا ہی اب بھی کروں گا تم کوئی فکر نہ کرو میں خوف کو امن میں تبدیل کر دوں گا جس میں تم پڑ جاؤ گے اور اس طرح میں تمہارے دین کو دنیا میں تمکن دوں گا تم خوف نہ کرو کہ دین تباہ ہو جائے گا بلکہ تم ترقی پر ترقی کرتے چلے جاؤ گے البتہ اگر اس کے بعد بھی کسی نے انکار کر دیا تو یاد رہے وہ فاسق ہیں تم میری عبادت کرتے رہنا اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

یہ پیشگوئی تھی جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سنا دی تھیں چنانچہ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے خلافت کو قائم کر دیا اور اسلام کو زمین میں ایک تمکن بخشا کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں امن قائم رکھنے کے لئے جسمانی نظام کے استحکام کی ضرورت ہے اسی طرح روحانی نظام کے استحکام کی بھی ضرورت ہے جس طرح جسمانی طور پر انارکی انسان کی تباہی کا باعث ہو سکتی ہے اور طوائف الملوکی ملک و قوم کی جڑ اکھاڑ دیتی ہے اسی طرح روحانی عالم کے لئے بھی نفسا نفسی اور طوائف الملوکی روحانی تباہی کا موجب بنتی ہے۔ ایک مغربی دانا نے کہا ہے کہ جو لوگ آزاد خیالی کے بڑے حامی ہیں ان کو اگر ایک کمرے میں بند کر دیا جائے تو سر پھٹول تک نوبت پہنچے

اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسلام میں نظام قائم کرنے کے لئے سلسلہ خلافت کو جاری فرمایا ہے تاہم اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ غیر مشروط نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا وعدۂ استخلاف مشروط ہے (اول) کہ مومن خلافت پر ایمان رکھیں اگر یہ ایمان نہ ہو تو خلافت قائم ہی کس طرح ہو سکتی ہے افسوس ہے کہ مسلمان اس ایمان پر زیادہ دیر تک قائم نہ رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں میں انتشار پھیل گیا نہ صرف روحانی لحاظ سے بلکہ سیاسی لحاظ سے بھی ملک ملک اور قوم قوم میں سرداری اور نوابی قائم ہو گئی اگرچہ خلافت راشدہ کے بعد خلافت بادشاہوں کے ہاتھ میں چلی گئی پھر بھی ایک مدت تک مسلمانوں کا اس پر ایمان رہا اور اس عرصہ میں خلافت ایک حد تک ان کے اتحاد کا باعث بنی رہی لیکن چونکہ بنیاد ہل چکی تھی یہ صورتحال زیادہ دیر تک نہ رہی اور مسلمان دین اور دنیا میں انتشار کا شکار ہو گئے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک دوسرے وعدہ کے مطابق مجددین مبعوث کرتا رہا جیسا کہ اس نے فرمایا ہے

"انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون"

مگر مسلمانوں کا خلافت پر سے ایمان اٹھ جانے کی وجہ سے ان کو علمار سوء در غلاتے چلے آئے اگرچہ مجددین اپنا کام کرتے رہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کی مصفا ندی صاف صاف ہم تک چلی آئی ہے مگر خود ساختہ عقیدوں اور مصلحین نے مسلمانوں کے معاشرہ کے سمندر کو اتنا گدلا کر دیا کہ اسلام کو جو "تمکن فی الارض" حاصل ہوا تھا اس کی جڑیں متزلزل ہو گئیں اور نور ھدیٰ کے آفتاب پر الحاد و تاریکیوں کے بادل چھا گئے

ہمارا تصور ہے کہ جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ہوا اس کے لئے ہمارے پاس "خلافت علی منہاج النبوت" والی پیشگوئیوں کی دلیل ہے تاہم اس کے ظاہرا اسباب وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آیہ استخلاف میں بتائے ہیں کہ مسلمانوں نے ایمان بالخلافت کو چھوڑ دیا اور اعمال صالح سے محروم ہو گئے چونکہ ان کا ایمان اس روحانی نظام پر نہ رہا اس لئے لازم تھا کہ ان کے اعمال میں بھی انتشار اور انارکی پھیل جاتی انھوں نے دین کا معتدل راستہ چھوڑ دیا اور ایک طرف ظاہر پر اتنا مبالغہ کیا کہ شریعت ایک کھوکھلا ڈھانچہ بن کر رہ گئی اور دوسری طرف باطن کی طرف اتنے جھکے کہ شریعت ہی کو خیر باد کہہ دیا اس لئے

حدیث "خلافت علی منہاج النبوت" کے رو سے ضروری تھا کہ اس زمانہ میں خلافت کو نئی زندگی بخشی جاتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور ظلی طور پر آپ کو نبوت محمدیہ کا آئینہ دار بنایا چنانچہ جب اپنی وفات کی خبر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی تو آپ نے رسالہ الوصیت تحریر فرمایا جس میں آپ نے اپنے بعد سلسلہ خلافت کے قیام کی خبر دی اور بتایا کہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

"پہلوں نے جس خُم سے پی، اس خُم کے وارث ہم ہی ہیں"

وعدۂ یستخلفنّھم کے وارث ہم ہی ہیں
پہلوں نے جس خُم سے پی، اس خُم کے وارث ہم ہی ہیں
ہم کو بخشا ہے خدا نے پھر دمِ عیسےٰ کا فیض
اِذنِ حق سے مُعجزۂ "قُم" کے وارث ہم ہی ہیں
پھر ثریا سے اتارا ہے کلامِ پاک کو
پنجہ بازِ خوشۂ انجُم کے وارث ہم ہی ہیں
از سرِ نو اس نے مُردوں سے ہمیں زندہ کیا
کنتم امواتاً فاحیاکُم کے وارث ہم ہی ہیں
ہو گئی تھی گُم زمانے سے خلافت کی شعاع
آج تنویرِ اس شعاعِ گُم کے وارث ہم ہی ہیں

خلافت

(از مکرم عبد الحمید صاحب شوقؔ لاہور)

خلافت باعثِ صد جلوہ ہائے نُورِ یزدانی
خلافت سرِّ شان و شوکتِ آیاتِ قرآنی

خلافت رحمتِ حق مظہرِ صد شانِ ایمانی
خلافت آفتاب و نیرِّ ملّت کی تابانی

خلافت ظُلمتِ کُفر و ضلالت کیلئے مَشعل
خلافت نعرۂ حق، نغمۂ توحیدِ ربّانی

نگاہِ بُوبکرؓ سے دشمنانِ دیں پراگندہ
شکستہ ہیبتِ فاروقؓ سے اصنامِ شیطانی

خلافت دولتِ گم گشتۂ انسانِ اللہ ھُو
خلافت برکتِ صبر و رضا و عشقِ عُثمانیؓ

ارے نادان! خلافت کی بجان و دل حفاظت کر
اِسی میں آج پوشیدہ ہے معراجِ مسلمانی

خلافت ہی تو ہے ملجا و ماویٰ ابنِ آدم کا
خلافت ہی تو ہے محبوبِ روحانی و جسمانی

خلافت نے بشر کو عشق کے وہ راز سمجھائے
کہ ان کو دیکھکر ہوتی ہے حیرت کی فراوانی

خلافت نے وہ حُسنِ زندگی بخشا ہے دنیا کو
چمکتی ہے جمالِ پاک سے عالم کی پیشانی

خلافت کیا ہے انوارِ نبوت کا تتمّہ ہے
انہی انوار سے روشن ہے چشمِ نوعِ انسانی

خلافت کی ردائے بے بدل چھینے کوئی مشکل
خدا خود کر رہا ہے احمدیّت کی نگہبانی

بحمد اللہ عروجِ آدمِ خاکی کا دَور آیا
میسّر ہے ہمیں پھر شوقؔ یہ انعامِ رحمانی

خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم کیساتھ

خدا تعالیٰ ★ ★ اللہ تعالیٰ

رب العزت

انسان کو چاہیئے کہ رب العالمین کا نام ادب سے لکھے اور بولے جو شخص ارادۃً اللہ تعالےٰ کا نام ادب سے نہیں لکھتا اس کو سکونِ قلب نصیب نہیں ہو سکتا۔ احمدی احباب کو اس کی عادت ڈال لینی چاہیئے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ، خدا تعالیٰ اور رب العزت کہا کریں اور لکھا کریں :-

(میاں) سراج الدین
وائی۔ ایم۔ سی۔ اے بلڈنگ لاہور

خدام الاحمدیہ کراچی کا نئے سال کا مجلّہ

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی اپنی روایات کو قائم رکھتے ہوئے امسال بھی مجلّہ یادگار (SOUVENIR) پوری آب و تاب کے ساتھ شائع کر رہی ہے۔ یہ مجلّہ اپنی مقبولیت کے لحاظ سے عوام میں عام طور پر اور احمدی احباب میں خاص طور پر ایک ایسا مقام حاصل کر چکا ہے۔ جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ غیر ممالک میں بھی اس کی بڑھتی ہوئی مانگ نے اسے اور بھی روشن کر دیا ہے۔ اس کو اعلےٰ مضامین کے علاوہ سلسلۂ احمدیہ کے متعلق نادر فوٹو سے بھی مرصع کیا جاتا ہے اور اس طرح یہ ایک تاریخی ریکارڈ کی حیثیت حاصل کر چکا ہے۔

نہایت ہی اعلیٰ انگلش کاغذ اور دیدہ زیب طباعت کے باعث یہ مجلّہ معنوی اور صوری لحاظ سے بھی اپنی مثال آپ ہے۔ اور اس میں اشتہارات کا چھپ جانا یقینی طور پر کلید کامیابی ہے۔ امپورٹ اور ایکسپورٹ کرنے والے احباب کے لئے یہ ایک نادر موقع ہے کہ وہ دین کی خدمت کے ساتھ ساتھ اپنی پبلسٹی بھی دنیا کے ہر بڑے شہر میں کروا لیں۔ جو کہ ان کے لئے سود مند ثابت ہوگا

اشتہار دینے والے احباب برائے نرخ اشتہار اور دوسرے امور کے بارہ میں خاکسار سے خط و کتابت کریں۔

سید محمود احمد
چیئرمین سوونیئر کمیٹی۔ پوسٹ بکس ۵۳۰۳، کراچی ۳

الفضل آپ کا قومی آرگن ہے۔ اس کی اشاعت کو بڑھانا
آپ کا فرض ہے

نوجوانانِ جماعت سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک ایمان افروز خطاب

آیت استخلاف کے ماتحت خلافت اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے

اپنے اندر قربانی کی حقیقی روح پیدا کرو اور اپنی زندگیوں کو دین کی خدمت کے لئے وقف کرو

ہر قوم کی بنیاد اس کے بچے ہوتے ہیں اگر ان کی اصلاح ہو جائے تو کامیابی یقینی ہوتی ہے

فرمودہ ۲۳ جنوری ۱۹۵۱ء بمقام ربوہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۳ جنوری ۱۹۵۱ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی نو تعمیر عمارت میں جماعت دہم کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے انہیں اس عظیم الشان نکتہ کی طرف توجہ دلائی تھی کہ زندہ قوموں کے افراد اپنی شخصیت کو کچل کر قومیت کو زندہ کر دیا کرتے ہیں۔ اور وہی قومیں ترقی کیا کرتی ہیں جو متواتر لیڈر پیدا کرتی چلی جاتی ہیں۔ چونکہ ۲۷ مئی ۱۹۶۲ء کو جماعت میں ہر جگہ یوم خلافت منایا جا رہا ہے۔ اس لئے حضور کی یہ روح پرور تقریر اس موقعہ پر صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر احباب کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔

حضور نے فرمایا:۔

میری طبیعت چونکہ خراب ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ میں سارا وقت کھڑے ہو کر نہ بول سکوں۔ اس صورت میں میں جتنی دیر کھڑا ہو سکونگا کھڑے ہو کر تقریر کروں گا۔ اور پھر بیٹھ جاؤنگا۔

مجھے آج ہی معلوم ہوا ہے

کہ بجائے اس کے کہ آج کا جلسہ چنیوٹ میں رکھا جاتا اس کا انتظام ربوہ میں کیا گیا ہے اور طلباء یہیں آ گئے ہیں۔ پہلے تو یہ سنکر مجھے افسوس ہوا کہ جب ہم نے موٹر پر جانا تھا تو چاہے ہم یہاں آتے یا چنیوٹ جاتے ایک ہی بات تھی۔ لیکن بعد میں مجھے خیال آیا سکول کی عمارت دیر سے کسی مصرف میں نہیں لائی گئی۔ اس جلسہ کے یہاں منعقد کرنے سے طلباء کو بھی اپنے آئندہ سکول سے واقفیت ہو جائے گی۔ اور دوسرے لوگوں میں بھی اس کی طرف توجہ پیدا ہو جائیگی پس اس تقریب کا یہاں ہونا اپنے اندر ایک حکمت رکھتا ہے۔

جو طلباء پرانے ہیں وہ جانتے ہیں کہ قادیان میں آخری زمانہ میں

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طالب علم

۱۸-۱۹ سو کے درمیان تھے۔ اب انکی تعداد ۵-۶ سو کے درمیان ہے اس کی بڑی وجہ تو یہی ہے کہ جس جگہ اب سکول قائم ہوا ہے وہاں جماعت کے افراد کم ہیں اور دوسرے لوگوں کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔ بلکہ وہ اس سے تعصب رکھتے ہیں۔ اس لئے خواہ ہمارے سکول کی تعلیم بہترین ہو وہ اس میں اپنے لڑکے داخل نہیں کراتے۔ طلباء کی جو تعداد ہے وہ قادیان میں آخری زمانہ میں طلباء کی تعداد سے ایک تہائی سے بھی کم ہے۔ ربوہ میں بھی ابھی پوری طرح مکانات نہیں بنے۔ بلکہ ابھی بیسواں حصہ بھی مکانات نہیں بنے۔ جب پوری طرح مکانات بن جائیں گے۔ اور یہاں کی آبادی دس پندرہ ہزار کے درمیان ہو جائیگی۔ تو بیرونی طلباء کو ملا کر سکول کے طلباء کی تعداد بارہ چودہ سو ہو سکے گی۔ پھر جس طرح جماعت کے دوست تعلیم کے لئے اپنے لڑکے یہاں بھیجتے تھے۔ اگر وہ اپنے لڑکے تعلیم کے لئے یہاں بھیجنا شروع کر دیں۔ تو کچھ بعید نہیں کہ طلباء دو ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو جائیں بظاہر یہ باتیں بعض ایسے لوگوں کو جو اگرچہ مخلص ہیں۔ لیکن وہ الٰہی سنت کا مطالعہ کرنے کے عادی نہیں بُری لگتی ہیں۔ اور ہم جب کہتے ہیں کہ ربوہ سال یا دو سال کے بعد آباد ہو جائیگا اور یہاں رہنے والے زیادہ ہو جائیں گے۔ تو ان لوگوں کو جو اخلاص تو رکھتے ہیں۔ لیکن غلطی خوردہ ہیں تکلیف ہوتی ہے کہ اس طرح گویا ہم دو چار سال اور قادیان سے باہر رہیں گے بے شک جہاں تک ان کے اخلاص کا تعلق ہے وہ قابلِ قدر ہے لیکن جہاں تک سنت اللہ کا سوال ہے۔ یہ نہایت غلطی خوردہ خیال ہے۔

تاریخ میں ایک مثال

آتی ہے۔ وہ مثال اتنی مشہور ہے کہ اس کا ایک حصہ عوام میں عام طور پر مشہور ہے۔ شعراء شعروں میں محمود و ایاز کے قصے بیان کرتے ہیں۔ یہ ایاز در حقیقت ایک غلام تھا۔ وہ تعلق تو کسی اچھے خاندان سے رکھتا تھا۔ لیکن کسی لڑائی میں قیدی بنا لیا گیا۔ اور اس طرح غلام ہو کر محمود کے پاس آیا۔ وہ ابھی بچہ ہی تھا کہ بادشاہ کو اس کی شکل عقل اور ذہانت پسند آئی۔ اور اس نے اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ اور بعد میں اس کی دانائی اور عقل کو دیکھ کر اس کا درجہ بلند کرتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے مقربین میں سے ہو گیا۔ اور ایک وقت آیا کہ وہ

فوج کا سپہ سالار

بن گیا۔ گو وہ اچھے خاندان سے تھا۔ لیکن اس وقت وہ ایک غلام کی حیثیت میں تھا اور غلام حقیر سمجھے جاتے ہیں۔ روساء کو یہ بات بہت بُری لگی کہ ایک غلام آگے آ رہا ہے۔ اور روساء اس کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ اس تکلیف کی وجہ سے وہ ایاز کے خلاف اکثر بادشاہ کے کان بھرتے رہتے تھے۔ انہوں نے ایک دن بادشاہ سے کہا کہ یہ غدار ہے۔ غیر قوم کا ایک فرد ہے۔ اس کو ہمارے ملک کے مفاد سے کیا تعلق۔ جب بھی اسے موقعہ ملے گا فتنہ کھڑا کر دے گا۔ اور ہم لوگ جو اپنے باپ دادا کے وقت سے آپ کے خادم ہیں۔ ہمارے باپ دادوں نے بھی آپ کے خاندان کی بڑی بڑی خدمات کی ہیں۔ اور آپ نے ان پر بڑے بڑے احسانات کئے ہیں۔ ہمارا اور اس کا جوڑ ہی کیا ہے۔ اسی طرح وہ اکثر بادشاہ کے پاس ایاز کی شکایتیں کرتے رہتے تھے

ایک دن بادشاہ نے جب وہ دربار میں بیٹھا ہوا تھا۔ خزانچی کو بلایا اور اسے کہا خزانہ میں ایک قیمتی موتی پڑا ہے وہ فلاں جگہ سے اُٹھا لاؤ اور وہ موتی لے آؤ۔ خزانچی وہ موتی لے آیا۔ اس کی چمک نہایت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ اس سے

غیر معمولی شعاعیں

دیکھ کر تمام درباری حیران ہو گئے۔ بادشاہ نے درباریوں سے دریافت کیا کہ اس کی کیا قیمت ہوگی۔ درباریوں نے کہا اس کی قیمت دو چار ہزار اشرفی سے کیا کم ہوگی۔ جب وہ موتی دربار میں پھر چکا تو محمود نے کہا ایک ہتھوڑا لاؤ۔ چنانچہ ہتھوڑا لایا گیا۔ اس وقت وزراء عدد کے لحاظ سے ہوتے تھے۔ لیکن اب وزراء محکموں کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔ اس وقت محمود کے سات وزیر تھے۔ اس نے بڑے وزیر کو بلایا اور کہا اس موتی کو ہتھوڑا لے کر توڑ ڈالو۔ وزیر تھوڑی دیر قبل دربار میں اس موتی کی تعریف سن چکا تھا۔ سب لوگوں نے اس کے سامنے موتی کی شان اور خوبی بیان کی تھی۔ اور انہوں نے اس کی قیمت کا بہت زیادہ اندازہ لگایا تھا۔ اس کے بعد بادشاہ کا وزیر کو یہ کہنا کہ ہتھوڑے سے اس موتی کو توڑ ڈالو ایک عجیب بات تھی۔ اس کا دل ڈر گیا کہ بادشاہ، مجھے پکڑنا نہ چاہتا ہو وہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ بادشاہ سلامت مجھ ناچیز کو آپ نے ابھارا بلند کیا اور اپنا وزیر بنا لیا۔ اس کے بعد یہ حرام خوری ہوگی کہ اتنی قیمتی موتی کو جس کی وجہ سے

دوسرے بادشاہ تک رشک کرتے ہیں کہ کاش یہ موتی ان کے پاس ہو توڑ ڈالوں۔ بادشاہ نے کہا تم نے محبت کا بہت اظہار کیا ہے۔ اچھا بیٹھ جاؤ۔ پھر بادشاہ نے دوسرے وزیر کو بلایا اور کہا ہتھوڑا لاؤ اور اس موتی کو توڑ ڈالو لیکن اسے ایک نکتہ مل چکا تھا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ وزیر اعظم نے ایک بات کہی اور بادشاہ اس پر خوش ہوا۔ اس لئے اس نے اس کے پیچھے چلنا تھا۔ جب بادشاہ نے کہا کہ اس موتی کو توڑ دو۔ تو اس وزیر نے کہا بادشاہ سلامت آپ کے اور آپ کے باپ دادوں کے ہمارے خاندان پر کس قدر احسانات ہیں۔ میں کچھ بھی چیز نہیں تھا۔ مگر آپ نے مجھے نوازا اور اپنا وزیر بنا لیا۔ میرے باپ دادوں اور میرے خاندان نے آپ کا نمک کھایا۔ اتنے احسانات کے بعد یہ نمک حرامی ہوگی کہ میں

اتنی قیمتی چیز

توڑ ڈالوں۔ غرض بادشاہ نے اسی طرح ایک کے بعد دوسرے اور دوسرے کے بعد تیسرے وزیر سے یہی سوال کیا اور ساتوں وزیروں نے یہی جواب دیا۔ جب سارے وزراء گذر چکے تو بادشاہ نے ایاز کو اشارہ کیا کہ ہتھوڑے سے اس موتی کو توڑ دو۔ ایاز نے ہتھوڑا لیا۔ اور اس موتی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ وزراء اور دوسرے درباری حیران ہوئے۔ کہ اسے اس قدر قیمتی موتی توڑ دینے کی جرأت کیسے ہوئی۔ ان کے لئے یہ بات تعجب انگیز تھی کہ ایاز نے بغیر غور کئے اور بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اس

قیمتی موتی توڑ دیا

ہے۔ انہوں نے یک زبان ہو کر کہا بادشاہ سلامت ہم نہیں کہتے تھے کہ یہ غلام کسی دن موقعہ پا کر فتنہ کھڑا کر دے گا۔ اس کو اتنی عزت دینا مناسب نہیں۔ پرانے نمک خواروں اور غداروں میں یہی فرق ہے۔ کتنی قیمتی چیز تھی جس کی وجہ سے آپ کی شہرت تھی۔ اور دوسرے بادشاہ آپ پر رشک کرتے تھے۔ لیکن اس نے آپ کی عزت اور شہرت کی پرواہ نہ کی اور اسے توڑ کر رکھ دیا۔ محمود نے بھی مصنوعی غصہ والی شکل بنائی۔ اور کہا ایاز تم نے یہ کیا کیا ہے تو جانتا تھا کہ یہ موتی کس قدر قیمتی چیز ہے اور کیا تو نے وزراء سے اس کی تعریف نہیں سنی تھی۔ ایاز نے کہا حضور میں نے تعریف تو سنی تھی۔ محمود نے کہا تو پھر تو نے اسے کیوں توڑ دیا۔ ایاز نے کہا میری نظر میں اس موتی کی کوئی قدر نہیں۔ میرے نزدیک سب سے قیمتی چیز آپ کی ذات ہے۔ میں یہ نہیں دیکھ سکتا کہ آپ کوئی

حکم دیں اور پھر اس کی تعمیل نہ ہو۔ میرے نزدیک اس سے بڑھ کر ہتک آمیز اور کوئی بات نہیں کہ کوئی کہے محمود نے اپنے سپاہی کو حکم دیا اور اس نے پورا نہیں کیا۔

اس موتی کی قدر ہی کیا ہے

بادشاہوں کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ محمود اگر کسی سپاہی کو حکم دیتا ہے تو چاہے وہ کتنا ہی خطرناک کیوں نہ ہو وہ کر گزرتا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ یہ موتی نہایت قیمتی تھا۔ اور دوسرے بادشاہ اس کی وجہ سے آپ پر رشک کرتے تھے۔ لیکن اگر میں آپ کے حکم کی تعمیل نہ کرتا۔ تو دوسرے بادشاہوں کو موقعہ مل جاتا اور وہ کہتے کہ محمود نے اپنے ایک سپاہی کو حکم دیا۔ اور اس نے تعمیل نہیں کی۔ اسلئے میں نے موتی توڑ دیا۔ اور

ادنیٰ چیز کو اعلےٰ کے لئے قربان

کر دیا۔ بادشاہ نے وزراء کو مخاطب کرتے ہوئے کہا بتاؤ ایاز نے جو کچھ کہا ٹھیک ہے یا تمہاری بات ٹھیک ہے۔ وزراء نے کہا جو کچھ ایاز نے کہا وہی درست ہے۔ محمود نے کہا یہی وجہ ہے کہ اس کو عزت ملی ہے۔ پس یہ بات ٹھیک ہے کہ ہمارے جذبات قادیان کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مگر ایسا کیوں ہے کیا ہمارے جذبات قادیان کے ساتھ اس لئے وابستہ ہیں کہ وہاں ہمارے باپ دادا پیدا ہوئے۔ اگر یہ بات درست ہے کہ ہمارے جذبات قادیان سے اس لئے وابستہ ہیں کہ ہمارے باپ دادے وہاں پیدا ہوئے۔ تو کیا ہمارے باپ دادا ہی کسی جگہ پیدا ہوئے ہیں۔ اور کسی کے باپ دادے کسی جگہ پیدا نہیں ہوئے۔ ہر بستی میں ہر گاؤں اور شہر میں کسی باپ دادا کی اولاد ہوتی ہے۔ اور کروڑوں کروڑ لوگ دنیا میں ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے باپ دادوں کی جگہ کو چھوڑ دیا ہے پس اگر وہ صدمہ ان کے لئے ناقابل برداشت نہیں تھا۔ اگر وہ حادثہ ان کے دلوں کو ہلا دینے والا نہیں تھا۔ تو ہمارے اپنے باپ دادا کی جگہ کو چھوڑ دینا کیوں ناقابل برداشت ہو۔

ہمارا ایک ہی جواب

ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ انہیں وہ بستیاں اس لئے پیاری تھیں کہ ان میں ان کے باپ دادوں نے جنم لیا تھا۔ لیکن قادیان ہمیں اس لئے پیارا نہیں ہے کہ ہمارے باپ دادوں نے وہاں جنم لیا تھا۔ بلکہ وہ ہمیں اس لئے پیارا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اسے قائم کیا ہے۔

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس جواب کے بعد ہمارا سوال حل ہو جاتا ہے۔ لیکن دراصل ہمارا سوال حل نہیں ہوا۔ بلکہ یہ جواب دے کر

ہم نے اپنے خلاف فتوےٰ دے دیا ہے کیونکہ ہم نے تسلیم کر لیا ہے کہ کسی جگہ ہمارے باپ دادوں کا پیدا ہونا کوئی حقیقت نہیں رکھتا بلکہ

خدا تعالیٰ کا حکم

ہمارے لئے قیمتی چیز ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کا حکم ہمارے نزدیک زیادہ قیمت رکھتا ہے تو اگر خدا تعالےٰ کہے کہ تم قادیان سے باہر رہو تو بہرحال اس کی بات ہی مانی جائے گی اور ہماری سعادت اسی میں ہوگی کہ ہم اس حکم کو بخندہ پیشانی مان لیں۔ پس اگر ہم نے یہ دلیل دی ہے۔ تو درحقیقت ایسے لوگوں کے خلاف دی ہے۔ جن پر یہ بات سخت گراں گزرتی ہے۔ کہ ہم کہیں ایک یا دو سال میں ہمارا ربوہ آباد ہو جائے گا

قادیان ہمیں اس لئے پیارا ہے

کہ خدا تعالےٰ نے اسے قائم کیا ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کہے کہ تم قادیان سے باہر رہو۔ تو پھر ہمیں قادیان سے باہر ہی رہنا پڑے گا۔ اور ہمارا باہر رہنا ہی اس کی رضا کا موجب ہوگا۔ صحابہ کے زمانہ میں ایک دفعہ اتنی سخت طاعون پڑی کہ اس کی وجہ سے ہزاروں آدمی مر گئے۔ اور مسلمان لشکر اس بیماری کی وجہ سے اس قدر تباہ ہوا کہ یہ خطرہ محسوس ہوتا تھا۔ کہ اگر رومن سلطنت نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ تو وہ اس کے حملہ کی تاب نہیں لا سکیں گے۔ اور کچلے جائیں گے۔ صحابہؓ نے مقامی لوگوں سے دریافت کیا کہ جب طاعون پڑتی ہے۔ تو وہ کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ پہاڑوں پر چلے جاتے ہیں۔ اور اکٹھے ہو کر نہیں رہتے۔ اس پر بعض صحابہؓ نے فیصلہ کیا کہ وہ پہاڑوں پر پھیل جائیں۔ لیکن حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے جو کمانڈر انچیف تھے اعتراض کیا کہ کیا تم اس بات کے قائل نہیں کہ ہر بلا خدا تعالےٰ کی طرف سے آتی ہے۔ اور اگر

ہر بلا خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے

تو اتفرّون من قضاء اللہ کیا تم اللہ تعالےٰ کی قضاء سے بھاگتے ہو۔ جن صحابہؓ نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ لشکر پہاڑوں پر پھیلا دیا جائے۔ انہوں نے جواب دیا کہ نعم نفرّ من قضاء اللہ الی قضاء اللہ ہاں ہم خدا کی قضاء سے اس کی قضاء کی طرف بھاگتے ہیں۔ یعنی جس خدا نے طاعون بھیجی ہے۔ اس نے بھی قانون بنایا ہے کہ اگر تم دور دور علاقہ میں پھیل جاؤ اور اکٹھے نہ رہو۔ تو اس سے محفوظ رہو گے۔ ہر تقدیر خدا تعالےٰ کی طرف سے جاری ہوتی ہے۔ اور اگر یہ

تقدیر خدا تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوئی ہے

تو کیا یہ حماقت نہیں کہ ہم اس تقدیر کے نیچے تو بیٹھے رہیں جو ابتلا لاتی ہے۔ اور اس تقدیر کی طرف نہ جائیں جو رحمت لاتی ہے۔ غرض ہم غیر کی طرف نہیں جا رہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی ہی مقرر کردہ دوسری تقدیر کی طرف جا رہے ہیں۔ پس بے شک یہ باتیں بعض لوگوں کے لئے تکلیف دہ ہیں۔ لیکن جب خدا تعالیٰ کی یہ مرضی ہے کہ ہم قادیان سے باہر رہیں تو ہمیں باہر ہی رہنا پڑے گا

خدا تعالےٰ کے الہامات اور پیشگوئیوں

سے پتہ لگتا ہے کہ قادیان ہمیں ضرور واپس ملے گا۔ لیکن اگر اس کے واپس ملنے میں دس یا بیس سال بھی گزر جائیں۔ بلکہ اگر ہماری اگلی نسل چھوڑ کر تیسری نسل بھی گزر جائے۔ تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ قادیان ضرور ہمیں واپس ملے گا مگر کب ملے گا اس کا علم خدا تعالےٰ کو ہے۔ ہمیں قادیان چھن جانے کی وجہ سے دکھ ضرور ہوتا ہے۔ لیکن ہمارا حقیقی سکھ اسی میں ہے کہ ہم

خدا تعالےٰ کا فیصلہ

منظور کریں۔ بے شک کمزور ذہن والے لوگ اس قسم کی باتیں سن کر گھبرا جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے معنے یہ ہوئے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم قادیان نہیں جائیں گے۔ میں کہتا ہوں یہ بات غلط ہے۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہم قادیان جائیں گے۔ لیکن یہ بات ہمارے اختیار میں نہیں اور نہ ہمیں اس چیز کو اپنے اختیار میں لینا چاہیئے۔ یہ خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہے اور وہی ہمیں واپس لے جائے گا تو ہم واپس جائیں گے۔ ہم خدا تعالےٰ کے نوکر ہیں قادیان یا کسی اور کے نوکر نہیں۔ بہرحال جب خدا تعالیٰ کی مشیت یہی ہے کہ ہم نے کچھ عرصہ تک قادیان سے باہر رہنا ہے تو ربوہ آباد ہوگا۔ اور ایک بڑا شہر بنے گا۔ اور یہاں کے رہنے والوں کے بچے بھی ہوں گے۔ اور اگر اس وقت سکول کے طلباء کی تعداد ۱۹ سو یا دو ہزار بھی ہو جائے۔ تو بڑی بات نہیں۔ ہاں کبھی کبھی مجھے خیال ضرور آتا ہے۔ کہ قادیان واپس ملنے پر ربوہ کی کیا پوزیشن ہوگی۔ جو حال مہاجروں کا ہوا ہے اسے دیکھتے ہوئے ربوہ کا نشان ایک عظیم الشان نشان ہے کہ مخالف بھی تسلیم کرتا ہے کہ اس قسم کی مثال اور کہیں نہیں ملتی۔ اخبار آفاق کو ہی لے لو اس نے میرے خلاف بھی لکھا لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ ربوہ کی آبادی ایک عظیم الشان کام ہے کہ گورنمنٹ بھی مہاجرین کے لئے نہیں کر سکی۔ پس دنیا کی نگاہ میں ہمارا ربوہ آباد کر لینا بہت بڑا نشان ہے میں اکثر سوچا کرتا ہوں کہ ربوہ کا اس وقت آباد کر لینا ایک بہت بڑا نشان ہے لیکن قادیان واپس ملنے پر اس کی آبادی کی کیا صورت

ہو گی وہ قربانی جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو دینی پڑی۔ اس کا خیال کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو دیکھ کر وہ قربانی ہم سے نہ لے اور وہ قربانی یہ تھی کہ

جب مکہ فتح ہوا

تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں ہزار گلے بکریوں اور بھیڑوں اور اونٹوں کے مکہ والوں کو دے دیئے۔ جمہور کے وزیروں کی طرح کمزور کی نظر مال پر ہوتی ہے اور محب کی نظر ذات پر ہوتی ہے ایک کمزور انصاری نے کہا کہ ہم نے فتح کیا ہے اور خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے لیکن ہزاروں ہزار جانوروں کے گلے رسول کریم صلعم نے اپنے رشتہ داروں یعنی مکہ والوں کو دلا دیئے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے انصار کو بلایا اور فرمایا۔ اے انصار مجھے یہ خبر پہنچی ہے کیا یہ ٹھیک ہے۔ انصار نے اس بات کو سنتے ہی فوراً کہا یا رسول اللہ خبر تو ٹھیک ہے لیکن یہ فقرہ بعض نادانوں کے منہ سے نکل گیا ہے ہم اس سے بیزار ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے انصار یہ صرف ایک نقطہ نگاہ ہے۔ اس میں کیا شبہ ہے کہ میں مکہ میں پیدا ہوا۔ میری قوم نے مجھے وہاں سے نکال دیا۔ مدینہ سے فوجیں آئیں۔ اور مکہ فتح ہوا۔ لیکن مال غنیمت میں سے ہزاروں ہزار گلے جانوروں کے ان لوگوں کو مل گئے۔ جو مکہ کے رہنے والے تھے۔ تمہیں وہ گلے نہ ملے۔ (حالانکہ اگر ایسا کہنے والے سوچتے۔ تو یہ گلے جانوروں کے کس کے تھے۔ یہ گلے خود مکہ والوں کے ہی تھے اور انہیں واپس مل گئے) لیکن

ایک اور نقطۂ نگاہ

بھی ہے۔ جس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ مدینہ سے فوجیں آئیں اور ان کی مدد سے مکہ فتح کیا گیا۔ لیکن جب مکہ فتح ہو گیا۔ تو میں نے سارا مال غنیمت اپنے رشتہ داروں یعنی کہ مکہ والوں کو دلایا۔ اسی طرح تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ سینکڑوں سال کے بعد آخری موعود پیدا ہوا۔ وہ موعود مکہ میں پیدا ہوا۔ لیکن مکہ والوں نے اس کی قدر نہ کی۔ اس ناقدری کی سزا میں خدا تعالےٰ نے اپنے رسول کو مدینہ بھیج دیا۔ اور اس کی وجہ سے مدینہ کی چھوٹی سی بستی کو اتنی برکت دی۔ کہ وہ دوسری بستیوں پر حاکم ہو گئی۔ پھر انسانی مدد سے نہیں بلکہ آسمانی تائید سے اس نے طاقت پکڑنی شروع کی اور پھر انسانی طاقت سے نہیں بلکہ الٰہی مدد سے مکہ فتح ہوا۔ جب مکہ فتح ہوا۔ تو مکہ والوں نے خیال کیا کہ اب ان کی کھوئی ہوئی عظمت انہیں واپس مل جائے گی۔ اور وہ رسول جس کو انہوں نے اپنی نادانی کی وجہ سے مکہ سے باہر نکال دیا تھا۔ اب ان کو واپس مل جائے گا۔ لیکن ان کی امیدیں خام خیالیاں ثابت ہوئیں اور مکہ والے جو خدا تعالےٰ کے رسول کو لینے آئے تھے چند اونٹ اور بکریاں لے کر اپنے گھروں کو چلے گئے لیکن وہ مدینہ جہاں خدا تعالےٰ کا رسول پیدا نہیں ہوا تھا۔ خدا تعالےٰ کا رسول مکہ میں پیدا ہوا تھا اور خدا تعالےٰ نے اسے مکہ کے لئے بھیجا تھا۔ اس کے رہنے والے خدا تعالےٰ کے رسول کو ساتھ لے گئے۔ فرمایا۔ اے انصار تم یہ بھی کہہ سکتے ہو۔ اب تم خود فیصلہ کر لو۔ کہ کیا بکریاں اور اونٹ زیادہ قیمتی ہیں یا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ قیمتی ہیں۔ پس گو مکہ فتح ہوا۔ لیکن خدا تعالےٰ نے اپنی کسی حکمت کے ماتحت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے یہ قربانی لی۔ کہ مکہ کے فتح ہو جانے کے بعد انہیں وہاں جانے نہ دیا۔ اور

یہ بہت بڑی قربانی تھی

جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کو کرنی پڑی۔ ہم اپنی کمزوری کو دیکھتے ہوئے خواہش رکھتے ہیں کہ قادیان ہمیں واپس بھی مل جائے اور اس قربانی کا بھی ہم سے مطالبہ نہ کیا جائے۔ ربوہ کی آبادی کے لئے خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے دلوں میں رغبت پیدا کرے کہ وہ یہاں آ کر بسیں اور آباد ہوں۔ اس میں سکول بھی ہوں اور اس کی آبادی بھی بڑھتی چلی جائے۔ دنیا میں صرف مکہ ہی شہر نہیں۔ صرف مدینہ ہی شہر نہیں صرف قادیان ہی شہر نہیں لاکھوں لاکھ اور شہر بھی ہیں اور کئی شہر مکہ اور مدینہ سے بیسیوں گنا بڑے ہیں۔ بہر حال وہ دن خواہ دیر سے آئے یا جلد آ جائے۔ جس رنگ میں خدا تعالےٰ سے یہاں التجائیں کی گئی ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے

خدا تعالیٰ ربوہ کو بھی ضرور آباد رکھے گا

یہ زمین ہزاروں سال سے فریاد کر رہی تھی۔ کہ خدا تعالےٰ کا نام لینے والے یہاں آ کر بسیں اب خدا تعالےٰ نے اس بنجر اور بے آب وگیاہ وادی کو رونق بخشی اور اسے آباد کیا ہم سمجھتے ہیں۔ کہ یہ خدا تعالےٰ کی دین ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی دین عارضی نہیں ہوتی وہ یقیناً اس بستی کو آباد رکھے گا۔ اور ہمیشہ اس کی ترقی کے سامان پیدا کرتا چلا جائیگا کیونکہ جب خدا تعالےٰ کا نام کسی جگہ پر لیا جاتا ہے تو وہ جگہ ویران نہیں ہوتی وہ مٹائی نہیں جاتی۔ پس یہاں بھی ہمارا سکول ہو گا لڑکے آئیں گے۔ اور اس میں پڑھیں گے۔ اور یقیناً وہ لوگ جو باہر سے یہاں آئیں گے۔ وہ ویسی ہی برکتیں پانے والے ہوں گے۔ جیسی برکتیں انہیں قادیان سے حاصل تھیں۔ جو شخص صرف اس لئے قادیان جاتا تھا کہ اسے قادیان پسند تھا ہم اسے کہیں گے کہ قادیان اب ہندوستان میں رہ گیا ہے۔ لیکن جو اس لئے قادیان جاتا تھا کہ وہاں خدا تعالےٰ کی مرضی پوری ہوتی تو ہم اسے کہیں گے۔ تمہیں یہاں بھی ویسی ہی برکتیں مل سکتی ہیں۔ جیسی برکتیں تمہیں قادیان میں ملتی تھیں۔ ہمارا یہ جواب ویسا ہی ہو گا۔ جیسے حضرت ابو بکرؓ نے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

کے وقت بعض صحابہ کو دیا۔ جب ان کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہوا کہ آپ فوت نہیں ہوئے بلکہ وقتی طور پر خدا تعالےٰ کی کسی حکمت کے ماتحت ہم سے جدا ہوئے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے جب یہ بات سنی تو آپ مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا میں نے سنا ہے کہ تم ایسا کہتے ہو۔ لیکن تمہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے ایک رسول تھے۔ قد خلت من قبلہ الرسل۔ اس سے پہلے اور رسول بھی تھے جو گذر گئے۔ افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم۔ کیا آپ مر جائیں گے یا قتل کئے جائیں گے۔ تو تم اپنا دین چھوڑ دو گے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ سنو من کان منکم یعبد محمداً فان محمداً قد مات۔ جو شخص تم میں سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا۔ وہ یاد رکھے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں۔ و من کان منکم یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت لیکن جو شخص خدا تعالےٰ کی عبادت کرتا تھا اسے فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ خدا تعالےٰ ابھی زندہ ہے۔ اور وہ کبھی نہیں مرے گا۔ پس جو شخص جگہوں کا خیال کرتا ہے۔ اس کا ٹھکانا کہیں نہیں وہ آج بھی گیا اور کل بھی گیا۔ لیکن اگر ہم خدا تعالےٰ کے منشاء اور اس کی خاطر کسی جگہ سے محبت کرتے ہیں۔ تو وہ ہمیں کسی مصلحت کے ماتحت اس جگہ سے باہر رکھے۔ تو ہمارا باہر رہنا بھی اس کی رضا کا موجب ہو گا۔ کہنے والے کہا کرتے ہیں۔ کہ ہم نے قادیان کو مکہ کی جگہ دے کر بنا لیا ہے۔ یہودی بھی کہا کرتے تھے کہ مسلمانوں نے بیت المقدس کی جگہ مکہ بنا لیا ہے۔ ہندو یہودیوں کو کہا کرتے تھے کہ انہوں نے ہردوار کی جگہ بیت المقدس بنا لیا ہے۔ کہنے والے ایسا کہا ہی کرتے ہیں لیکن مومن بیگن کا نوکر نہیں بلکہ راجہ کا نوکر ہوتا ہے۔

مومن کی نظر

ہمیشہ اس طرف جاتی ہے کہ خدا تعالےٰ کیا کہتا ہے کتنے ہیں جو کہہ سکتے ہیں کہ ہم کل تک زندہ رہیں گے۔ انسان مرتا ہے اور موت ایسی چیز ہے جو اس کے ساتھ ہمیشہ لگی ہوتی ہے کہاں ہیں ہمارے باپ دادے۔ وہ ہم سے دنیوی شانوں میں کہیں بڑھ کر تھے ان میں سے بعض دینی شانوں میں بھی ہم سے بڑھ کر تھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کہاں ہیں۔ عیسےٰ علیہ السلام کہاں ہیں ابراہیم اور نوح علیہم السلام کہاں ہیں یہ سب فوت ہو گئے اسی طرح ایک دن ہم بھی فوت ہو جائیں گے۔ کتنی لوگ ایسے ہیں۔ جن کے متعلق تم یہ خیال کرتے ہو کہ اگر یہ لوگ مر گئے تو کیا ہو گا۔ لیکن سو سال کے بعد بعض اور لوگ ایسے پیدا ہو جائیں گے۔ جن کے متعلق اس وقت کے لوگ کہیں گے کہ اگر یہ مر گئے۔ تو ہم کیا کریں گے

قائداعظم محمد علی جناح

جب زندہ تھے۔ تو لوگ کہتے تھے۔ اگر یہ مر گئے تو کیا ہو گا۔ آج سے چار پانچ سو سال پہلے مسلمان بادشاہ جس شان سے آئے۔ قائداعظم مسٹر محمد جناح کا ان سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا قائداعظم کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو بچا کر حفاظت کے ایک کونہ میں لے آئے۔ لیکن وہ مسلمان بادشاہ خیبر سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے سندھ سے بہار تک اور بہار سے برما تک قابض ہو گئے۔ ان کے زمانہ میں بھی لوگ یہ کہتے تھے کہ اگر یہ مر گئے تو کیا ہو گا مگر وہ مرے اور دنیا اسی طرح چلتی چلی گئی پس حقیقت یہ ہے کہ جب قوم اپنے کیرکٹر اور قربانی کی روح کو قائم کر لیتی ہے۔ تو اس کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔ لیکن جب وہ اپنے کیرکٹر اور قربانی کی روح کو قائم نہیں رکھتی تو بڑے بڑے بادشاہ بھی فیل ہو جاتے ہیں۔ اور وہ قوم کو ابھار نہیں سکتے۔

دیکھنے والی بات یہ ہوتی ہے

کہ قوم کی کیا حالت ہے۔ جب افراد اچھے ہوں تو اس قوم کی زندگی کے دن لمبے ہو جاتے ہیں انگریز پانچ سو سال سے حکومت کر رہے ہیں۔ لیکن وہ بالے نہیں ہم بدل گئے ہیں اسلئے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہیں اور ہم صرف نعرے لگانا جانتے ہیں۔ لیکن انگلینڈ اور امریکہ والے نعروں کے قابو میں نہیں آتے۔ وہ ا جو کام جو ...

انگلینڈ کو خطرات سے اس وقت بچایا تھا جب وہ سمجھتا تھا کہ وہ جرمن کے سامنے گھٹنے ٹیک دے گا۔ اسے اس نے ہٹا دیا۔ اور ڈیٹلی کو آگے لے آیا۔ جو اکثریت کا نمائندہ تھا۔ یہ بات ایک لحاظ سے غیر معمولی تھی اور ایک لحاظ سے معمولی تھی۔ غیر معمولی اس لحاظ سے تھی کہ ملک نے قوم کو جہنم سے نکالنے والے کو پیچھے ہٹا دیا۔ اور معمولی اس لئے کہ لبرل پارٹی برسر اقتدار آ گئی۔ جو اکثریت میں تھی۔ اب پھر دیکھو اکثریت اگرچہ مزدوروں کی تھی۔ لیکن جب انہوں نے اپنا مفاد اس میں سمجھا کہ چرچل کو جو کنزرویٹو پارٹی سے تعلق رکھتے تھے آگے لایا جائے تو وہ اسے آگے لے آئے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ قوم کا ہر فرد تعلیم یافتہ ہے اور اپنی ذمہ داری کو سمجھتا ہے۔ وہ کسی کو اس لئے ووٹ نہیں دیتا۔ کہ وہ اس کی پارٹی کا ایک فرد ہے۔ بلکہ وہ اسے اس لئے ووٹ دیتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے۔ میں انگریز ہوں۔ اور انگریزی قوم کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے ووٹ دوں گا۔

کل ہی میں ایک کتاب پڑھ رہا تھا اس میں لکھا تھا۔ کہ

فرانس کے ایک جرنیل

کو ایک آرڈر آیا جو ظالمانہ تھا۔ یہ دیکھ کر کہ وہ آرڈر نہایت ظالمانہ ہے۔ دوستوں نے اسے مشورہ دیا۔ کہ تم اسے رد کر دو۔ یہ جرنیل وہی تھا۔ جس نے سسلی کو فتح کیا تھا اور اسے مسلمان جرنیل موسیٰ کی طرح سسلی فتح کر لینے کے بعد سزا ملی۔ اس نے کہا۔ تم مجھے غلط مشورہ دیتے ہو۔ گورنمنٹیں آتی ہیں اور جاتی ہیں۔ لیکن فرانس زندہ رہے گا۔ میں فرانس کا خادم ہوں اور اس سے غداری نہیں کر سکتا۔ موسیٰ نے بھی دوستوں کے اس مشورہ پر کہ تم سرنڈر (surrender) کرو۔ یہی جواب دیا تھا۔ کہ ولید کا حکم نہیں۔ بلکہ خلیفہ کا حکم ہے اس حکم کی تعمیل کر کے میں مارا ضرور جاؤں گا لیکن میں نہیں چاہتا کہ کوئی یہ کہے۔ کہ خلیفہ کے حکم کی تعمیل نہیں کی گئی۔ خواہ اس حکم کا نفاذ میرے گرنے یا مرنے سے ہی ہو۔ میں اسے رد نہیں کروں گا۔ اسی طرح اس جرنیل نے کہا۔ کہ قومیں آئیں گی اور بدل جائیں گی۔ لیکن فرانس زندہ رہے گا اور یاد رکھا جائے گا۔ میں موت کو قبول کر لوں گا۔ لیکن یہ بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ دنیا میں یہ کہا جائے کہ فرانس کے کسی جرنیل نے حکم رد کر دیا تھا۔ انہی چیزوں کے ساتھ افراد کی عزت ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کی محبت چیزوں سے ہوتی ہے۔ اور بعض کی محبت اصول سے ہوتی ہے جو لوگ اصول کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ وہی جیتتے ہیں۔ جو قومیں اصول کی قدر کرتی ہیں۔ گو ان کا ایک واجب الاطاعت امام ہوتا ہے لیکن حقیقتاً وہ خود لیڈر ہوتی ہیں۔ جب ایک لیڈر مر جاتا ہے۔ تو وہ دوسرا لیڈر پیدا کر لیتی ہیں۔ ان کی مثال کیلے کے درخت کی سی ہوتی ہے اگر کیلے میں پھل لگ جائے تو لوگ اسے کاٹ دیتے ہیں۔ ورنہ اسے پھل نہیں لگتا۔ یہی حال زندہ قوموں کا ہوتا ہے زندہ قوموں کے افراد اپنی شخصیت کو کچل دیتے اور قومیت کو زندہ کر دیتے ہیں اور مذہبی نقطۂ نگاہ سے وہ اپنی جسمانیت کو مار کر روحانیت کو زندہ کر لیتے ہیں نادان کہتا ہے کہ خلیفہ خدا نہیں بناتا بلکہ اسے لوگ چنتے ہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا۔ کہ خدا تعالیٰ نے

آیت استخلاف میں

کتنا بڑا فلسفہ بیان کیا ہے۔ ساری تاریخ دیکھ لو۔ تمہیں یہی نمونہ ملے گا۔ کہ وہی قومیں زندہ رہتی ہیں۔ جو لیڈر پیدا کرتی ہیں۔ تمہیں ایک تیمور مل جائے گا تمہیں ایک نپولین مل جائے گا تمہیں ایک ہٹلر مل جائے گا۔ لیکن تیموروں ہٹلروں اور نپولینوں کا سلسلہ اسی جگہ ملے گا جہاں قوم میں زندگی پائی جاتی ہو۔ انگلینڈ کے مدبر کہاں سے گرتے ہیں۔ امریکہ کا پریذیڈنٹ سائنس کے کون سے عمل خانہ میں بنایا جاتا ہے۔ وہ معمولی آدمیوں میں سے ہی ایک آدمی ہوتا ہے۔ لیکن وہ جانتا ہے۔ کہ اس کے پیچھے قوم کی روح کھڑی ہے قوم پریذیڈنٹ کا آئینہ بن جاتی ہے اور پریذیڈنٹ قوم کا آئینہ بن جاتا ہے قرآن کریم نے اس گر کو بیان کیا ہے۔ کہ خلیفہ تم چنو۔ لیکن وہ ہمارا نمائندہ ہوگا۔

انگلستان اور امریکہ کو دیکھ لو

یا دوسرے ملکوں کو دیکھ لو۔ جہاں بھی بیداری پائی جاتی ہے۔ وہاں یہی نمونہ پایا جاتا ہے اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ یہ ایک نعمت ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ جب مسلمان زندہ رہیں گے۔ وہ صحیح نمائندہ چنیں گے۔ یہ ایک ایسی صداقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک اٹلی کی حکومت قائم رہی۔ قیصر باوجود ڈکٹیٹر کہلانے کے نمائندہ قوم تھے۔ وہ قوم کی ایک ایک حرکت اور لہر کو دیکھتے تھے اور اس کے مطابق فیصلہ کرتے تھے اور اس طرح ہزاروں دوسرے لیڈروں پر فتح پا لیتے تھے۔ دھوکہ سے کسی کو مار لینا اور بات ہے۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ قوم کے نمائندے تھے۔ شیکسپیئر نے اس کا ایک جگہ نہایت ہی عمدہ نقشہ کھینچا ہے کہ کس طرح سیزر کو قتل کر کے قوم کو ایک مخلص خادم سے محروم کر دیا گیا۔ مگر وہی قوم جس کے اشارہ سے سیزر کو قتل کیا گیا تھا اسے اس طرح برانگیختہ کر دیا گیا کہ وہ اس کے قاتلوں کے خلاف ہو گئی۔ اس نے قوم کے سامنے کھڑے ہو کر بیان کیا۔ کہ قیصر نے قوم کے لئے یوں قربانی کی۔ یوں قربانی کی۔ وہ ہمارا مال و متاع لوٹ سکتا تھا۔ لیکن اس نے لوٹا نہیں۔ اس نے ہر موقعہ پر قوم کو فائدہ پہنچایا۔ اور اسے ہر خطرہ سے محفوظ رکھا لیکن میری آنکھیں غلط دیکھتی ہیں بروٹس جس نے اسے قتل کیا ہے۔ اور وہ تمہارا نمائندہ ہے کہتا ہے کہ یہ غلط ہے۔ قیصر نے قوم کے فائدہ کے لئے کچھ نہیں کیا۔ بلکہ اس نے ہر موقعہ پر قوم کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ پھر وہ بیان کرتا ہے۔ قیصر کی عقل ہماری رہنمائی کرتی تھی۔ مگر میں غلطی کرتا ہوں۔ تمہارا نمائندہ بروٹس کہتا ہے کہ یہ سب غلط ہے اور اس جیسا عقلمند شخص غلطی نہیں کر سکتا اس طرح شیکسپیئر نے

قیصر کی خوبیاں

بیان کرنا شروع کیں اور ایک ایک مثال بیان کی۔ ابھی تقریر ختم نہیں ہوئی تھی کہ قوم کھڑی ہو گئی اور اس نے قیصر کے قاتل بروٹس کو قتل کر دیا۔ گویا قتل ہو جانے کے بعد بھی سیزر ہی جیتا۔ اور جب قوم کو پتہ لگا کہ اس کا صحیح نبض شناس وہی تھا تو وہ اپنے فعل پر پچھتائی اور مکر گئی۔ یہی کوئی ایک شخص حاکم ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک حاکم اس وقت ہوتا ہے۔ جب رنگ بے رو توف ہیں یا ایک حاکم اس وقت ہوتا ہے کہ اگرچہ وہ ڈکٹیٹر ہوتا ہے۔ مگر وہ قوم کی آواز ہوتا ہے۔ اس کا کوئی نام رکھ لو۔ قوم اس کے پیچھے چلے گی۔ ان دو صورتوں کے علاوہ ڈکٹیٹر ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ قوم بیدار ہو۔ اور پھر اس پر ڈکٹیٹر آ کر حکومت کرے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ قوم واقعہ میں بیدار ہو اور ڈکٹیٹر واقعہ میں ڈکٹیٹر ہو۔ وہ جانتی ہے کہ ان کا حاکم اچھا ہے اس لئے وہ اسے برداشت کر لیتی ہے پچھلے دنوں

یونسکو کا وفد یہاں آیا

اس کے ایک امریکن ممبر سے جمہوریت پر گفتگو شروع ہو گئی۔ میں نے اسے کہا جمہوریت تو اچھی ہے۔ مگر دنیا میں مختلف جمہوریتیں ہیں۔ ایک جمہوریت انگلستان کی ہے ایک جمہوریت امریکہ کی ہے۔ ایک جمہوریت رشیا کی ہے۔ اس نے کہا۔ رشیا کی جمہوریت؟ رشیا میں تو ڈکٹیٹر شپ قائم ہے۔ میں نے کہا ڈکٹیٹر کو کس نے بنایا ہے۔ پبلک سمجھتی ہے ڈکٹیٹر ان کی مرضی کے مطابق چلتا ہے اور اس کا مفاد اس کے مدنظر ہے۔ اس لئے وہ اس کی ڈکٹیٹر شپ کو برداشت کر رہی ہے ورنہ اگر پبلک اسے پسند نہ کرتی۔ تو ڈکٹیٹر نہیں رہ سکتا تھا۔ اور جمہوریت کے معنے ہیں پبلک کی رائے۔ خواہ ایک حاکم ہو یا دس حاکم ہوں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ بہرحال جمہوریت ہے۔ آپ کا کیا حق ہے کہ آپ اسے جمہوریت نہ کہیں۔ اس نے کہا اس طرح تو

جمہوریت کی تعریف

نہایت وسیع ہو جائے گی۔ اور ایک فلاسفی بن جائے گی۔ میں نے کہا۔ یہ ٹھیک ہے اس طرح جمہوریت کی تعریف وسیع ہو جائے گی اور یہ فلاسفی بن جائے گی۔ لیکن تمام اعلیٰ مسائل آخر کار فلاسفی میں ہی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ میں نے کہا۔ آپ رشیا کی حکومت کو جو چاہیں سمجھیں۔ لیکن اگر پبلک اسے پسند نہ کرتی تو یہ قائم نہ رہتی۔ آخر پبلک چپ کیوں ہے۔ تم دیکھ لو۔ رشین قوم نے جرمن کے مقابلہ میں کس قدر قربانی کی ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ غلط ہو تو ہو۔ لیکن وہاں جمہوریت ضرور ہے۔ پس اصل چیز یہی ہوتی ہے کہ عوام کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہو جائے۔ افراد کی زندگی سے ہی قومیں زندہ رہا کرتی ہیں۔ اور ہر قوم کی بنیاد نیچے ہوتے ہیں۔ جو لوگ بڑی عمر کے ہوتے ہیں ان کی غلطیاں راسخ ہو جاتی ہیں۔ وہ ووٹ نہیں

ہوسکتیں لیکن آئندہ نسل کی اگر صحیح طور پر تربیت کی جائے تو ان سے وہ غلطیاں دور کی جاسکتی ہیں۔

احمدیت کی بنیاد

اور وہ افراد جنہوں نے اس کا کانٹا بدلنا ہے وہ کانٹا جس سے دیکھا جائے گا کہ احمدیت کی گاڑی پٹڑی پر چلتی ہے یا گڑھے میں گرتی ہے وہ تم ہو لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جماعت کے نوجوانوں میں قربانی کی جس روح کی ضرورت ہے نہیں پائی جاتی سکول کی آخری کلاس میں جو اب امتحان میں شامل ہو رہی ہے ۵۰ طلباء ہیں ان میں سے صرف دو واقف زندگی ہیں باقی طلبہ کے متعلق ہم یہ امید نہیں کر سکتے کہ وہ جماعت کی خدمت کریں گے۔ بڑی چیز یہ ہے کہ دینیات پڑھ کر دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا جائے اگر وہ آگے نہیں آتے تو تبلیغی لحاظ سے ان سے کیا فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے (اس موقعہ پر مکرم سید محمود اللہ صاحب مرحوم ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول نے عرض کیا کہ اس کلاس کے پانچ طلباء واقف زندگی ہیں ہاں ان میں سے جو طالب علم دینی تعلیم کے حصول کے لئے جامعہ احمدیہ میں داخل ہوں گے وہ دو ہی ہیں اس پر حضور نے فرمایا مجھے جو اطلاع ملی ہے وہ یہی ہے کہ اس کلاس میں صرف دو طالبعلم واقف زندگی ہیں میں نے دیکھا ہے کہ مدرسہ احمدیہ میں تعلیم پانے والے واقفین سو فیصدی وقف پر قائم رہتے ہیں لیکن جو طالب علم کالجوں کی تعلیم سے فارغ ہو کر وقف میں آتے ہیں ان میں سے پچاس فیصدی بھاگ جاتے ہیں اور جس فوج کا پچاس فیصدی حصہ بھاگ جائے وہ کتنی خطرناک ہوگی اس لئے میں بجائے پانچ کہنے کے دو ہی کہوں گا)

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

جنگ احد میں

گئے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں ایک ایسا درہ ہے کہ اگر اسکی حفاظت نہ کی جائے تو دشمن اس میں سے مسلمانوں پر حملہ کرسکتا ہے وہ درہ اتنا چھوٹا تھا کہ وہاں دس آدمی بھی دشمن کو روک سکتے تھے آپ نے ایک صحابی کو بلایا اور اُسے فرمایا ہم تمہیں دس آدمی دیتے ہیں تم اس درہ کی حفاظت کرو یہ درہ اتنا ضروری ہے کہ چاہے ہمیں شکست ہو جائے اور چیلیں ہماری نعشوں کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھا جائیں اور چاہے فتح ہو جائے اور دشمن بھاگ جائے تم نے اس درہ کو نہیں چھوڑنا مسلمانوں کو اس جنگ میں فتح نصیب ہوئی اور مسلمان لشکر دشمن کی فوج کو دگیدتا ہوا آگے بڑھا اس لشکر میں خالد بن ولید بھی تھے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے عمرو بن عاص بھی تھے جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے اور ان کے ساتھ عکرمہؓ بھی تھے جو ابھی کفر کی حالت میں تھے خالد بن ولید لنہایت ہوشیار جرنیل

تھے جب دشمن فوج شکست کھا کر مکہ کی طرف واپس لوٹ رہی تھی تو خالد بن ولید کی نظر اس درہ پر پڑی اس نے دیکھا کہ درہ خالی ہے۔ جب مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور کفار شکست کھا کر بھاگ گئے تو اسلامی لشکر کے سپاہی غنیمت کا مال اکٹھا کرنے لگ گئے درہ کے محافظوں نے اپنے انچارج سے کہا سارے مسلمانوں نے آج جہاد کیا ہے اور اس طرح ثواب حاصل کیا ہے لیکن ہم اس ثواب سے محروم رہ گئے ہیں کیا ہی اچھا ہو کہ بھاگتے ہوئے دشمن پر ہم بھی دو چار تلواریں ماریں اور اس طرح جہاد کے ثواب میں شریک ہو جائیں افسر نے کہا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا مسلمان لشکر کو خواہ شکست ہو یا فتح ہم نے اس جگہ سے نہیں ہلنا اسلئے میں اس جگہ کو خالی کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اسکے ساتھیوں نے کہا آپ کے اس فرمان کا سچ مچ یہ مطلب تو نہیں تھا کہ فتح کے بعد بھی ہم یہاں رہیں بلکہ آپ نے یہ الفاظ اس درہ کی اہمیت پر زور دینے کے لئے کہے تھے۔ اور

آپ کا مطلب یہ تھا

کہ ہم اس درہ کو خالی کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لیں لیکن اب تو جلد بازی کا سوال ہی نہیں رہا دشمن شکست کھا چکا ہے اور ہمارا لشکر اسکو دگیدتا چلا جا رہا ہے اب یہاں بیٹھے رہنا اپنے آپ کو ثواب سے محروم رکھنا ہے افسر نے کہا تم خواہ مجھے چھوڑ دو میں اس وقت تک اس درہ کو نہیں چھوڑوں گا جب تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا کرنے کی اجازت نہ دیں لیکن میں تمہیں بتا دینا ہوں کہ اگر تم ایسا کرو گے تو غلطی کرو گے انہوں نے کہا تم بہت زیادہ لفظوں کے پیچھے جا رہے ہو۔ ہم یہاں بیٹھ کر ثواب سے محروم نہیں رہیں گے چنانچہ وہ چلے گئے اور افسر اکیلا رہ گیا۔ خالد بن ولید نے درہ کو خالی پایا تو عمرو بن العاص کو آواز دی اور کہا تم جتنے آدمی اکٹھے کر سکتے ہو کرو میں بھی آدمی اکٹھے کرتا ہوں درہ خالی ہے ہم نے اس میں سے مسلمانوں پر حملہ کرنا ہے۔ عمرو بن عاص کی سمجھ میں یہ بات آگئی۔ مسلمان فتح کے بعد لوٹ رہے تھے کہ دو تین سو آدمیوں نے منظم طور پر مسلمانوں پر عقب سے حملہ کر دیا درہ خالی تھا صرف ایک آدمی تھا جو مارا گیا اسکے بعد اس دستہ نے اسلامی لشکر پر حملہ کر دیا اچانک حملہ کی تاب نہ لا کر سارا اسلامی لشکر بھاگ گیا یہاں تک کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے اور

ایک وقت ایسا آیا

کہ آپ کے پاس صرف دو آدمی رہ گئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم زخمی ہو کر نیچے گرے دوسرے صحابہ کی نعشیں آپ کے اوپر آگریں اور آپ نیچے دب گئے اور مشہور ہو گیا کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ یہ نتیجہ تھا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک حکم کو نہ ماننے کا بے شک افسر نے یہی کہا تھا کہ مجھے اس بات سے غرض

نہیں کہ لڑائی میں فتح مسلمانوں کو ہوتی ہے یا دشمن کو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہی حکم دیا ہے کہ ہم کسی صورت میں بھی یہاں سے نہ ہلیں سو میں یہاں کھڑا رہوں گا لیکن اسکے باقی ساتھیوں نے اسے چھوڑ دیا اور قوم کو ایک خطرناک نتیجہ دیکھنا پڑا پس قوم کی حقیقی فتح اسی میں ہوتی ہے اسکے افراد اپنی ذمہ داری کو سمجھ لیں اور دیکھیں کہ قوم کو کس چیز کی ضرورت ہے۔ بھٹہ میں سے اینٹیں نکلتی ہیں تو ان میں سے کوئی اینٹ چھت میں جا لگتی ہے اور کوئی پاخانہ میں۔ ہر اینٹ کو چھت میں نہیں لگایا جا سکتا اگر اسکی پاخانہ میں ضرورت ہوگی تو اسے پاخانہ میں لگا دیا جائے گا اور اگر اسکی چھت میں ضرورت ہوگی تو اسے چھت میں لگا دیا جائے گا۔ اسی طرح قوم کے نوجوانوں کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ کالجوں میں تعلیم حاصل کرکے ہی دین کی خدمت کر سکتے ہیں

دیکھنا یہ چاہیئے

کہ اس وقت کس چیز کی ضرورت ہے اگر سلسلہ کو علماء کے ذریعہ ترقی مل سکتی ہے تو انہیں علماء بن کر اسکی خدمت کرنی چاہیئے اگر ڈاکٹروں کے ذریعہ سلسلہ کو ترقی مل سکتی ہو تو انہیں ڈاکٹر بن کر اسکی خدمت کرنی چاہیئے۔ اور اگر سپاہیوں کے ذریعہ اسے ترقی مل سکتی ہو تو سپاہی بن کر اسکی خدمت کرنی چاہیئے۔ ترقی کا راز یہی ہے اگر تم کہتے ہو کہ ہم اپنی مرضی کے مطابق تعلیم حاصل کرلیں پھر دین کی خدمت کریں گے تو تم نظام کی مضبوطی کا باعث نہیں بنو گے بلکہ اس میں مخل ہو گے۔ مجھے تو کچھ انگریزی کی شُد بُد ہے لیکن اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ بی اے یا ایم اے ہو کر ہی سلسلہ کی خدمت ہو سکتی ہے تو تم اپنے پہلے دو لیڈروں کی خطرناک ہتک کرتے ہو کیونکہ وہ دونوں انگریزی کا ایک حرف بھی نہیں جانتے تھے۔ میں بھی پرائمری فیل ہوں اگر میں نے اپنے طور پر کتابیں پڑھیں ہیں تو تم بھی پڑھ سکتے ہو۔ تمہاری دینی تعلیم بہر حال مجھ سے زیادہ ہے کیونکہ میں نے باقاعدہ دینی تعلیم حاصل نہیں کی پس ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ نوجوان آگے آئیں اور دین کے لئے اپنی زندگیاں پیش کریں۔ افریقہ کے علاقے میں ایک دفعہ دو عیسائی مشنری مارے گئے مردم خور انسانوں نے انہیں کھا لیا۔ جب انگلستان میں یہ خبر پہنچی تو گرجا کے بانی ڈر گئے کہ اگر یہ خبر ملک میں پھیل گئی تو اور آدمی نہیں مل سکیں گے لیکن جب یہ خبر ملک میں پھیلی تو انہیں پانچ سو آدمیوں کی طرف سے تاریں ملیں کہ ان مشنریوں کی جگہ ہمیں بھجوا دیا جائے اس سے پتہ لگتا ہے کہ گو عیسائیت مر چکی ہے لیکن عیسائیوں کو

دکان کپڑے کی مشہور رہائش گاہ
ٹیلیفون نمبر ۲۵۱ ربوہ دکان ٹیلیفون نمبر ۲۵۱۰۵

ملتان کلاتھ ہاؤس
چوک بازار ملتان شہر

اگر آپ کو بہترین قسم کے ملبوسات خریدنے ہوں تو آپ اپنی دکان پر تشریف لائیں۔ یہاں آپ کو ریشمی گرم اور سوتی کپڑوں کے علاوہ سلمہ ستارہ کے سوٹ، زری کمخواب اور اعلیٰ قسم کی ساڑھیاں، شالیں ہمہ قسم کی ہر وقت دستیاب ہو سکتی ہیں۔

میسرز ملتان کلاتھ ہاؤس رجسٹرڈ
چوک بازار ملتان

مالکان:- چوہدری عبدالرحمن عبدالرحیم احمد

ہمدرد دلنسوال (اٹھرا کی گولیاں) دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں۔ مکمل کورس انیس ۱۹ روپے

مذہب سے محبت ہے

تو افریقنوں نے یہ سمجھا۔ کہ اگر ہم انہیں مار کر کھا لیں گے تو شاید دوسرے لوگ ڈر جائیں اور اس طرف منہ نہ کریں۔ لیکن ہوا یہ۔ کہ انہوں نے دو آدمی کھائے۔ اور سینکڑوں نے وہاں جانے کے لئے اپنے نام پیش کر دیئے۔ یہ روح ہے جس سے قومیں زندہ رہتی ہیں۔ تم ان لوگوں کی بنیاد ہو۔ جنہوں نے دنیا فتح کرنی ہے۔ اور اسلام کا جھنڈا زمین کے چپہ چپہ میں گاڑنا ہے۔ پس جماعت میں بیداری ہونی چاہیئے۔ اور یہ روح ہونی چاہیئے۔ کہ اس کے افراد دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ یہی خدمت ہے۔ جس سے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آئندہ بڑے رزق والی نسلیں تمہارے منہ سے پیدا ہوں گی۔ جن لوگوں نے پہلے قربانیاں کی تھیں انہی کی نسلیں اب معزز گنی جاتی ہیں

ہز ہائی نس سر آغا خاں

کو لے لو۔ وہ سید کہلاتے ہیں۔ لیکن باوجود اس احمقانہ تعلیم کے کہ وہ خدا ہیں۔ یا خدا تعالیٰ کے قائمقام ہیں۔ پچھلے دنوں ان کی امریکہ اور بمبئی میں جوبلی منائی گئی اور ہیرے اور جواہرات سے انہیں تولا گیا اور پھر وہ ہیرے اور جواہرات صدقہ میں دے گئے۔ یہ سب کچھ اسی وجہ سے تھا کہ ان کے باپ دادوں نے کسی وقت قربانیاں کی تھیں۔ بعد میں آنے والے کہتے ہیں۔ کہ یہ بڑے کیمل ہیں۔ لیکن وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ اس کے باپ دادوں نے اسے بڑا بنایا ہے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کی خاطر دنیا چھوڑ دی۔ اور خدا تعالیٰ نے دنیا اس کی اولاد کے قدموں میں ڈال دی۔ جس طرح ایک بیج سے بعض دفعہ جنگل کھڑا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ان کی کسی وقت کی ہوئی قربانی پھل لائی اور اس کے خاندان کو اس طرح اوپر اٹھایا کہ دوسری قومیں اس پر رشک کرنے لگیں۔ ہاں قربانی کرنے والوں کو بدلہ ان کے مرنے کے بعد ملتا ہے اور نسلی انعام دس پندرہ سال بلکہ پانچ پانچ چھ چھ پشتوں کے بعد ملتا ہے۔ آج کل کے سید نے کچھ نہیں کیا۔ اسے جو کچھ ملا ہے اس کے دادے پڑدادے کی قربانی کے نتیجہ میں ملا ہے اگر تم بھی قربانی کرو گے تو تمہاری

آنے والی نسلیں بھی معزز ہوں گی

ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک راجپوت جسے کھانے کو نہیں ملتا۔ اسے پہننے کو لباس نہیں ملتا۔ وہ پھٹی پرانی لنگوٹی پہنے ہوئے پھرتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں ایک جولاہا کمخواب پہنتا ہے۔ اور روپے پیسے کی اس کے پاس کمی نہیں لیکن اگر وہ اس راجپوت سے کہتا ہے کہ مجھے اپنی بیٹی دے دو۔ تو وہ اسے اپنی ہتک سمجھتا ہے۔ اب اس راجپوت نے کچھ نہیں کیا۔ اسے جو عزت ملی ہے۔ وہ اس لئے ملی ہے کہ اس کے کسی پڑدادے نے کسی وقت قربانی کی تھی۔ اُسے جو کچھ ملا ہے۔ اس کے باپ دادا کی قربانی کے نتیجہ میں ملا ہے۔ اسی طرح جاٹ۔ برہمن مغل سید اور پٹھان ہیں یہ سب قومیں معزز گنی جاتی ہیں۔ یہ بھی ایک نسلی عزت ہے جو انہیں حاصل ہے۔ موجودہ مغلوں نے کچھ نہیں کیا۔ موجودہ پٹھانوں نے کچھ نہیں کیا۔ موجودہ برہمنوں نے کچھ نہیں کیا۔ بلکہ یہ عزتیں اور رتبے ان کے دادوں پڑدادوں کی قربانی کا نتیجہ ہیں۔ جو انہوں نے اپنے وقت میں کی۔ نسلی اور قومی عزتیں اور رتبے فوراً نہیں ملتے۔ بلکہ یہ کئی پشتوں کے بعد ملتے ہیں

بعض عزتیں جلد مل جاتی ہیں

اور بعض عزتیں آٹھ دس پشتوں کے بعد ملتی ہیں۔ مثلاً ایک شخص تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اور وہ ہیڈ ماسٹر ہو جاتا ہے۔ انسپکٹر بن جاتا ہے یا اسے اور عہدہ مل جاتا ہے تو یہ نقد عزت ہے۔ اس کا مقابلہ قومی عزت سے نہیں کیا جا سکتا تم پچاس جرنیل لے لو اور ان کی عزت کا قریشیوں اور سیدوں کی عزت سے مقابلہ کرو۔ تو تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ ان پچاس جرنیلوں کی قریشیوں اور سیدوں کے مقابلہ میں کوئی ہستی ہی نہیں پس انفرادی عزتیں لاکھوں کروڑوں انسانوں میں سے چند ایک کو ملتی ہیں۔ لیکن نسلی عزتیں لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو ملتی ہیں۔ انفرادی عزت فوری طور پر ملتی ہے۔ اور فوراً چلی جاتی ہے۔ لیکن نسلی عزت دیر سے ملتی ہے اور پھر ختم ہونے میں نہیں آتی گورنمنٹ کے کتنے عہدیدار یہ کوشش کرتے رہے ہیں کہ کسی طرح وہ پیروں اور گدی نشینوں کا اثر مٹا دیں۔ لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ پیر پگاڑو کو لے لو وہ اس کے بچوں کو انگلینڈ لے گئے۔ لیکن پاکستان والے مجبور ہو کر انہیں اب واپس لائے ہیں۔ کیونکہ اس کی عزت قوم میں اس قدر پھیل چکی تھی کہ وہ مٹ نہ سکی۔ پس وہ قربانیاں جن کا اجر نسلوں کے بعد ملتا ہے۔ حقیر نہیں ہوتیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں

کہ اگر تم اب قربانی کرو گے تو ایک چھوٹی سی جماعت کے لیڈر بنو گے۔ لیکن یہی جماعت جب دو ارب ہو جائے گی۔ تو اس وقت کے لوگ تمہیں اُس دوربین سے نہیں دیکھیں گے جس دوربین کے ساتھ تمہیں تمہاری موجودہ نسل دیکھتی ہے۔ تم نے سائے بین دیکھی ہو گی اس کے ایک کنارے سے دیکھا جائے تو انسان پانچ چھ فٹ کا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب دوسرے کنارے سے دیکھتے ہیں۔ تو اس کا آسمان سے سر لگا ہوا ہوتا ہے۔ اور اس کا جسم زمین پر پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ یہی حالت تمہاری ہو گی۔ اگر تم اب قربانی کرو گے تو آنے والی نسلیں تمہیں سائے بین سے دیکھیں گی۔ تمہارا سر آسمان پر لگ رہا ہوگا اور جسم زمین پر پھیلا ہوا ہو گا۔ پس اس وقت موقعہ ہے کہ تم قربانی کر لو۔ تا تمہاری آنے والی نسل معزز گنی جائے۔ اگر تم سب قربانی کرو گے تو اگرچہ تم غریب رہو گے۔ لیکن تمہاری اس قربانی سے تمہارے پڑپوتے فائدہ اٹھائیں گے تمہاری آنے والی نسل کو لوگ سروں پر اٹھائیں گے اور کہیں گے تمہیں پتہ ہے کہ یہ کس کے بیٹے ہیں۔ یہ فلاں رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ اور تم میں سے جو شخص قربانی نہیں کرتا۔ اُس کا پوتا پڑپوتا کہے گا یہ لوگ ہم سے بڑھ گئے ہیں۔ یہ اگرچہ کم جائیداد والے ہیں۔ لیکن لوگ ان کے قدم چومتے ہیں۔ عقلمند اسے یہی جواب دے گا۔ کہ ان کے باپ دادا نے کسی وقت قربانی کی تھی۔ جو ان کے کام آئی۔ لیکن تمہارے باپ دادے نے وہ قربانی نہیں کی تھی۔ تم بھول گئے۔ خدا تعالیٰ نے اسے یاد رکھا۔ ان کے باپ دادوں نے قربانیاں کی تھیں۔ یہ ان کو بھول گئے۔ لیکن خدا تعالیٰ کو ان کی قربانیاں یاد تھیں اور اس نے تم کو ان کا غلام بنا دیا آج کل کے خاں صاحب نے کوئی کام نہیں کیا اس کو کچھ بھی پتہ نہیں۔ لیکن جب وہ کسی جگہ جاتا ہے۔ تو تم میں سے ہر ایک یہ کہتا ہے کہ فلاں خاں صاحب تشریف لائے ہیں۔ اسے پتہ بھی نہیں کہ سات آٹھ پشت قبل اسکے بزرگوں نے اپنے آپ کو تنوروں میں پھینک دیا تھا۔ وہ آگ میں کودے اور انہوں نے اپنی قوم کو بلند کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ نے آسمان پر کہا ان لوگوں نے اپنے آپ کو ہلاک کیا ہے تا ان کی

قوم کو عزت نصیب ہو

اس لئے ہماری طرف سے یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ ان کی نسل کو عزت دی جائے۔ پس اب یہ چیز تمہارے اختیار میں ہے کہ تم دین کی خاطر قربانی کر کے اپنی آئندہ نسل کو معزز بنا لو ورنہ آٹھ دس پشتوں کے بعد تمہاری اولاد کو یہ حق نہیں ہوگا کہ اسے وہ عزت ملے کیونکہ تمہارے لئے اب موقعہ تھا کہ تم کوئی کام کر جاتے۔ تا تمہاری آئندہ نسل عزت والی ہو جاتی۔ لیکن تم نے اس موقعہ سے فائدہ نہ اٹھایا۔ میں معترض کے ساتھ اس حد تک متفق ہوں۔ کہ حرام خود نذرانے کھاتے ہیں۔ لیکن کرتے کچھ نہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ ان کو نذرانے ملنا یا ان کی حرام خوری کرنا ان کے نکماپن کے بدلہ میں نہیں۔ بلکہ انہیں ان کے باپ دادوں کی قربانی کے نتیجہ میں نذرانے مل رہے ہیں جنہوں نے سچ مچ کام کیا تھا اس لئے وہ اس عزت میں جو انہیں ملی۔ حق بجانب ہیں۔ پس

تمہارے لئے اب موقعہ ہے

کہ تم قربانی کر کے اپنے آپ کو اور اپنی نسل کو کہیں سے کہیں لے جاؤ۔ جب وہ دن آئے گا کہ نذرانوں کے ذریعہ باپ دادوں کے کام کا بدلہ دیا جائے گا۔ تو تم لوگ جو وقف سے بھاگتے ہو۔ تمہاری اولاد کو یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ معزز قرار دی جائے۔ اس دن کی اولاد کو حصہ دیا جائے گا جو اب قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں گے۔ اور یہی لوگ خدا تعالیٰ کے نزدیک معزز اور مقبول ہوں گے۔

صداقت احمدیت

کے متعلق

تمام جہان کو چیلنج

کارڈ آنے پر

مُفت

عبداللہ الٰہ دین سکندرآباد دکن

دوائی فضل الٰہی جس کے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ نرینہ اولاد پیدا ہوتی ہے مکمل کورس ۱۶/ روپے دواخانہ خدمت خلق (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

مسلمانوں سے خلافت کا وعدۂ الٰہی ۔ اس کی شرائط اور اس کی برکات

قرآن مجید کی آیت استخلاف کی نہایت اہم اور پُر معارف تفسیر

رقم فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تفسیر کبیر (جلد پنجم حصہ اول) میں سورۂ نور کی آیت استخلاف کی جو پُر معارف تفسیر بیان فرمائی ہے۔ اس کا ایک حصہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفاسقون

(سورۂ نور)

ان آیات سے یہ مضمون شروع ہوتا ہے کہ اگر مسلمان قومی طور پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کریں گے تو ان کو کیا انعام ملے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے جو لوگ خلافت پر ایمان لائیں گے اور خلافت کے استحقاق کے مطابق عمل کریں گے اور ایسے اعمال بجا لائیں گے جو انہیں خلافت کا مستحق بنا دیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ زمین میں اسی طرح خلیفہ بنائے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو اس نے خلیفہ بنایا۔ اور ان کی خاطر ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے دنیا میں قائم کرے گا۔ اور جب بھی ان پر خوف آئے گا اس کو امن سے بدل دے گا اور ایسا ہوگا کہ وہ میری عبادت کرتے رہیں گے اور کسی کو میرا شریک قرار نہیں دیں گے لیکن جو لوگ مسئلہ خلافت پر ایمان لانا چھوڑ دینگے وہ انعام سے متمتع نہیں ہوں گے بلکہ اطاعت سے خارج سمجھے جائیں گے۔

اس آیت میں مسلمانوں کی قسمت کا آخری فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور ان سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ خلافت کے قائل رہے اور اس غرض کے لئے مناسب کوشش اور جد و جہد بھی کرتے رہے۔ تو جس طرح پہلی قوموں میں خدا تعالیٰ نے خلافت قائم کی ہے۔ اسی طرح ان کے اندر بھی خدا تعالیٰ خلافت قائم کردیگا۔ اور خلافت کے ذریعہ سے ان کو ان کے دین پر قائم فرمائے گا۔ جو خدا تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا ہے۔ اور اس دین کی جڑیں مضبوط کردے گا۔ اور خوف کے بعد امن کی حالت ان پر لے آئے گا۔ جس کے نتیجہ میں وہ خدائے واحد کے پرستار بنے رہیں گے۔ اور شرک نہیں کریں گے۔

مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ایک وعدہ ہے پیشگوئی نہیں۔ اگر مسلمان ایمان بالخلافت پر قائم نہیں رہیں گے۔ اور ان اعمال کو ترک کردیں گے جو خلافت کے قیام کے لئے ضروری ہیں تو وہ اس انعام کے مستحق نہیں رہیں گے۔ تو خدا تعالیٰ پر وہ یہ الزام نہیں دے سکیں گے کہ اس نے وعدہ پورا نہیں کیا۔

پھر خلافت کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ

واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون

یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کرکے وہ اطاعت رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے۔ یہ وہی نکتہ ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ

من اطاع امیری فقد اطاعنی ومن عصیٰ امیری فقد عصانی

یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی۔ پس

واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون

فرما کر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس وقت رسول کی اطاعت اسی رنگ میں ہوگی۔ کہ اشاعت و تمکین دین کے لئے نمازیں قائم کی جائیں زکوٰتیں دی جائیں اور خلفاء کی پورے طور پر اطاعت کی جائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اقامت صلوٰۃ اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اور زکوٰۃ کی ادائیگی بھی خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی چنانچہ دیکھ لو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زکوٰۃ کی وصولی کا باقاعدہ انتظام تھا۔ پھر جب آپ کی وفات ہو گئی اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہو گئے تو اہل عرب کے کثیر حصہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ یہ حکم صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے ہی مخصوص تھا۔ بعد کے خلفاء کے لئے نہیں۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کے اس مطالبہ کو تسلیم نہ کیا۔ بلکہ فرمایا کہ اگر یہ لوگ اونٹ کے گھٹنے کو باندھنے والی رسی بھی زکوٰۃ میں دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ جاری رکھوں گا اور اس وقت تک بس نہیں کرونگا جب تک ان سے اسی رنگ میں زکوٰۃ وصول نہ کر لوں جس رنگ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ادا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ اس مہم میں کامیاب ہوئے اور زکوٰۃ کا نظام پھر جاری ہو گیا۔ جو بعد کے خلفاء کے زمانہ میں بھی جاری رہا۔ مگر جب سے خلافت جاتی رہی مسلمانوں میں زکوٰۃ کی وصولی کا بھی کوئی انتظام نہ رہا۔ اور یہی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا تھا کہ اگر خلافت کا نظام نہ ہو۔ تو مسلمان زکوٰۃ کے حکم پر عمل ہی نہیں کر سکتے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ جیسا کہ اسلامی تعلیم کا منشاء ہے امراء سے لی جاتی ہے۔ اور ایک نظام کے ماتحت غرباء کی ضروریات پر خرچ کی جاتی ہے اب ایسا وہیں ہو سکتا ہے۔ جہاں ایک باقاعدہ نظام ہو۔ اکیلا آدمی اگر چند غرباء میں زکوٰۃ کا روپیہ تقسیم بھی کر دے۔ تو اس کے وہ خوشگوار نتائج کہاں نکل سکتے ہیں۔ جبکہ زکوٰۃ ساری جماعت سے وصول کی جائے۔ اور ساری جماعت کے غرباء میں تقسیم کی جائے۔

اسی طرح اقامت صلوٰۃ بھی اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ اور قومی ضرورتوں کو لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اب اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا پتہ کس طرح لگ سکتا ہے۔ مثلاً پاکستان کی جماعتوں کو کیا علم ہو سکتا ہے کہ چین اور جاپان اور دیگر ممالک میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کیا ہو رہا ہے۔ اور اسلام ان سے کن قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے اگر ایک مرکز ہوگا اور ایک خلیفہ ہوگا۔ جو تمام مسلمانوں کے نزدیک واجب الاطاعت ہوگا۔ تو اسے تمام اکناف عالم سے رپورٹیں پہنچتی رہیں گی کہ یہاں یہ ہو رہا ہے۔ اور وہاں وہ ہو رہا ہے۔ اور اس طرح وہ لوگوں کو بتا سکے گا کہ آج فلاں قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اور آج فلاں قسم کی خدمات کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے کی حاجت ہے۔

درحقیقت اقامت الصلوٰۃ بھی بغیر خلیفہ کے نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اطاعت رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے ایک رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آج کل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے۔ یہی ہے کہ صحابہؓ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ رسول کریم صلے

علیہ وسلم انھیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اسی وقت اس پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے لیکن یہ اطاعت کی روح آجکل کے مسلمانوں میں نہیں مسلمان نمازیں بھی پڑھیں گے روزے بھی رکھیں گے حج بھی کریں گے مگر ان کے اندر اطاعت کا مادہ نہیں ہوگا کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا پس جب بھی خلافت ہوگی اطاعت رسول بھی ہوگی کیونکہ اطاعت رسول یہ نہیں کہ نمازیں پڑھو۔ یا روزے رکھو یا حج کرو یہ تو خدا کے احکام کی اطاعت ہے۔ اطاعت رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کردیں اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے تو وہ زکوٰۃ اور چندوں پر زور دینا شروع کردیں۔ اور جب وہ کہے کہ اب جانی قربانی کی ضرورت ہے یا وطن کو قربان کرنے کی ضرورت ہے تو وہ جانیں اور اپنے وطن کو قربان کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں غرض یہ تین باتیں ایسی ہیں جو خلافت کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں اگر خلافت نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی تمہاری زکوٰۃ بھی جاتی رہے گی اور تمہارے دل سے اطاعت رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا ہماری جماعت کو چونکہ ایک نظام کے ماتحت رہنے کی عادت ہے اور اس کے افراد اطاعت کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں اس لئے اگر ہماری جماعت کے افراد کو آج اٹھا کر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رکھ دیا جائے تو وہ اسی طرح اطاعت کرنے لگ جائیں گے جس طرح صحابہؓ کیا کرتے تھے لیکن اگر کسی غیر احمدی کو اپنی بصیرت کی آنکھ سے تم اس زمانہ میں لے جاؤ تو تمہیں قدم قدم پر وہ ٹھوکریں کھاتا ہوا دکھائی دیگا اور وہ کہے گا ذرا ٹھہر جائیں مجھے فلاں حکم کی سمجھ نہیں آئی بلکہ جس طرح ایک پٹھان کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے کہہ دیا "خو۔ محمد صاحب کا نماز ٹوٹ گیا" کیونکہ قدوری میں لکھا ہے کہ حرکت کبیرہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اسی طرح وہ بعض باتوں کا انکار کرنے لگ جائیگا لیکن اگر ایک احمدی کو لیجاؤ تو اس کو پتہ بھی نہیں لگے گا کہ وہ کسی غیر مانوس جگہ میں آگیا ہے بلکہ جس طرح مشین کا پرزہ فوراً اپنی جگہ پر لگ جاتا ہے اسی طرح وہ وہاں فٹ آجائے گا اور جاتے ہی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا صحابی بن جائیگا اور آپ کے ہر حکم کی بلا چون و چرا اطاعت کرنے لگ جائے گا اور ائمہ اربعہ اس کے لئے کبھی ٹھوکر کا موجب نہیں بنیں گے کیونکہ وہ سمجھتا ہوگا کہ اصل حکم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ائمہ اربعہ تو محض آپ کے غلام بلکہ شاگردوں کے بھی شاگرد ہیں۔

یہ آیت جو آیت استخلاف کہلاتی ہے اس میں مندرجہ ذیل امور بیان کئے گئے ہیں

اول جس انعام کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ ایک وعدہ ہے۔

دوم یہ وعدہ امت سے ہے جب تک وہ ایمان اور عمل صالح پر کاربند رہے۔

سوم اس وعدہ کی غرض یہ ہے کہ

(الف) مسلمان بھی وہی انعام پائیں جو پہلی امتوں نے پائے تھے کیونکہ فرماتا ہے۔

لیستخلفنهم فی الارض
کما استخلف الذین
من قبلهم

(ب) اس وعدہ کی دوسری غرض تمکین دین ہے،

(ج) اس کی تیسری غرض مسلمانوں کے خوف کو امن سے بدل دینا ہے۔

(د) اس کی چوتھی غرض شرک کا دور کرنا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قیام ہے۔

اس آیت کے آخر میں

من کفر بعد ذالک فاولئک هم الفسقون

- کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اس کے وعدہ ہونے پر زور دیا اور ولئن کفرتم ان عذابی لشدید (ابراہیم ع۱) کے وعید کی طرف توجہ دلائی کہ ہم جو انعامات تم پر نازل کرنے لگے ہیں اگر تم ان کی ناقدری کروگے تو ہم تمہیں سخت سزا دیں گے خلافت بھی چونکہ ایک بھاری انعام ہے اس لئے یاد رکھو جو لوگ اس کی ناشکری کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے۔

یہ آیت ایک زبردست شہادت خلافت راشدہ پر ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور احسان مسلمانوں میں خلافت کا نظام قائم کیا جائے گا جو مؤید من اللہ ہوگا جیسا کہ:۔

وعد الله الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنهم فی الارض

اور ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم۔

سے ظاہر ہے اور مسلمانوں کو پہلی قوموں کے انعامات میں سے وافر حصہ دلانے والا ہوگا پھر اس آیت میں خلفاء کی علامات بھی بتائی گئی ہیں جن سے سچے اور جھوٹے میں فرق کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ ہیں:۔

اوّل۔ خلیفہ خدا بناتا ہے یعنی اس کے بنانے میں انسانی ہاتھ نہیں ہوتا نہ وہ خود خواہش کرتا ہے اور نہ کسی منصوبہ کے ذریعہ وہ خلیفہ ہوتا ہے بلکہ بعض دفعہ تو ایسے حالات میں وہ خلیفہ بنتا ہے جبکہ اس کا خلیفہ ہونا بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے چنانچہ یہ الفاظ کہ وعد الله الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت خود ظاہر کرتے ہیں کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے کیونکہ جو وعدہ کرتا ہے وہی دیتا بھی ہے نہ یہ کہ وعدہ تو وہ کرے اور اسے پورا کوئی اور کرے پس اس آیت میں پہلی بات یہ بتائی گئی ہے کہ سچے خلفاء کی آمد خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگی۔ کوئی شخص خلافت کی خواہش کر کے خلیفہ نہیں بن سکتا اور نہ کسی منصوبہ کے ماتحت خلیفہ بن سکتا ہے خلیفہ وہی ہوگا جسے خدا بنانا چاہے گا بلکہ بسا اوقات وہ ایسے حالات میں خلیفہ ہوگا جبکہ دنیا اس کے خلیفہ ہونے کو ناممکن خیال کرتی ہوگی۔

دوسری علامت اللہ تعالیٰ نے سچے خلیفہ کی یہ بتائی ہے کہ وہ اس کی مدد انبیاء کے مشابہ کرتا ہے کیونکہ فرماتا ہے:۔

کما استخلف الذین من قبلهم۔

کہ یہ خلفاء ہماری نصرت کے ایسے ہی مستحق ہوں گے جیسے پہلے خلفاء۔ اور جب پہلی خلافتوں کو دیکھا جاتا ہے تو وہ تین قسم کی نظر آتی ہیں اول خلافت نبوت جیسے آدم علیہ السلام کی خلافت تھی جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

انی جاعل فی الارض خلیفة (البقرۃ ع۴)

میں زمین میں اپنا ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اب آدم علیہ السلام کا انتخاب نہیں کیا گیا تھا اور نہ وہ دنیوی بادشاہ تھے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے ایک وعدہ کیا اور انھیں اپنی طرف سے زمین میں آپ کھڑا کیا اور جنہوں نے ان کا انکار کیا انہیں سزا دی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آدم ان معنوں میں بھی خلیفہ تھے کہ ایک پہلی نسل کے تباہ ہونے پر انھوں نے اور ان کی نسل نے پہلی قوم کی جگہ لے لی اور ان معنوں میں بھی خلیفہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ ایک بڑی نسل جاری کی لیکن سب سے بڑی اہمیت جو انھیں حاصل تھی وہ نبوت اور ماموریت ہی کی تھی جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے انہی معنوں میں داؤد علیہ السلام کو بھی خلیفہ کہا گیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا داؤد انا جعلنک خلیفة
فی الارض فاحکم بین الناس
بالحق ولا تتبع الهوی
فیضلک عن سبیل الله

ان الذین یضلون عن
سبیل الله لهم عذاب شدید
بما نسوا یوم الحساب (ص ع۲)

یعنی اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے (حضرت داؤد علیہ السلام چونکہ نبی تھے اسلئے معلوم ہوا کہ یہاں خلافت سے مراد خلافت نبوت ہی ہے) پس تو لوگوں کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ کر اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کر ایسا نہ ہو کہ وہ تجھے سیدھے راستہ سے منحرف کردیں یقیناً وہ لوگ جو گمراہ ہیں انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت عذاب ہوگا اس لئے ایسے لوگوں کے مشورہ کو قبول نہ کیا کر بلکہ وہی کر جس کی طرف خدا تعالیٰ تیری رہنمائی کرے ان آیات میں وہی مضمون بیان ہوا ہے جو دوسری جگہ فاذا عزمت فتوکل علی الله (آل عمران ع۱۷) کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے بعض لوگوں نے غلطی سے لا تتبع الهوی فیضلک عن سبیل الله کے یہ معنے کئے ہیں کہ اے داؤد! لوگوں کی ہوا و ہوس کے پیچھے نہ چلنا حالانکہ اس آیت کے یہ معنی ہی نہیں بلکہ اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ بعض دفعہ لوگوں کی اکثریت تجھے ایک بات کا مشورہ دے گی اور کہے گی کہ یوں کرنا چاہیئے مگر خدا یا تمہارا کام یہ ہے کہ تم محض اکثریت کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ جو بات تمہارے سامنے پیش کی جارہی ہے وہ مفید ہے یا نہیں اگر مفید ہو تو مان لو اور اگر مفید نہ ہو تو اسے رد کردو چاہے اسے پیش کرنے والی اکثریت ہی کیوں نہ ہو بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وہ گناہ والی بات ہو۔

پس پہلی خلافتیں اوّل خلافت نبوت تھیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی خلافت تھی جن کو قرآن کریم نے خلیفہ قرار دیا ہے مگر ان کو خلیفہ صرف نبی اور مامور ہونے کے معنوں میں کہا گیا ہے چونکہ وہ اپنے اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق صفات الہیہ کو دنیا میں ظاہر کرتے تھے اور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ظل بن کر ظاہر ہوئے اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کہلائے۔

دوسری خلافت جو قرآن کریم سے ثابت ہے وہ خلافت ملوکیت ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے کہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ۔

واذکروا اذ جعلکم خلفاء
من بعد قوم نوح وزادکم
فی الخلق بصطة فاذکروا
الاء الله لعلکم تفلحون
(اعراف ع۹)

ہمدرد نسواں (اٹھرا کی گولیاں) (رجسٹرڈ) دواخانہ خدمت خلق ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس انیس روپے ۱۹

یعنی اس وقت کو یاد کرو جبکہ قوم نوح کے بعد خدا نے تمہیں خلیفہ بنایا اور اس نے تم کو بناوٹ میں بھی فراخی بخشی یعنی تمہیں کثرت سے اولاد دی۔ پس تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو تا کہ تمہیں کامیابی حاصل ہو اسی طرح حضرت صالح علیہ السلام کی زبانی فرماتا ہے واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد (اعراف ع۱۰) یعنی اس وقت کو یاد کرو جبکہ تم کو خدا تعالیٰ نے عاد اولیٰ کی تباہی کے بعد ان کا جانشین بنایا اور حکومت تمہارے ہاتھ میں آگئی اس آیت میں خلفاء کا جو لفظ آیا ہے اس سے مراد صرف دنیوی بادشاہ ہیں اور نعمت سے مراد بھی نعمت حکومت ہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نصیحت کی ہے کہ تم زمین میں عدل و انصاف کو مد نظر رکھ کر تمام کام کرو۔ ورنہ ہم تمہیں سزا دیں گے چنانچہ یہود کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اسی انعام کا ذکر ان الفاظ میں فرماتا ہے کہ

واذ قال موسیٰ لقومہ یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا واٰتٰکم مالم یؤت احدًا من العالمین (مائدہ ع۴)

یعنی تم اس وقت کو یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر غور کرو جو اس نے تم پر اس وقت کیا تھا جب اس نے تم میں نبی بھیجے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ کچھ دیا جو دنیا کی معلوم قوموں میں سے کسی کو نہیں دیا تھا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ یہود کو ہم نے دو طرح خلیفہ بنایا اذ جعل فیکم انبیاء کے ماتحت انہیں خلافت نبوت دی اور جعل فیکم ملوکا کے ماتحت انہیں خلافت ملوکیت دی چونکہ موسیٰ کے وقت تک قوم اور کوئی بادشاہ ان میں نہیں ہوا اس لئے اس سے مراد یہ ہے کہ نبوت موسوی اور بادشاہت موسوی عطا کی جو دریائے نیل کو پار کرنے کے معاً بعد ان کو حاصل ہو گئی تھی جیسا کہ فتح مکہ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبی بھی تھے اور ایک لحاظ سے بادشاہ بھی تھے مگر آپ کی بادشاہت خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع تھی خود سر بادشاہوں والی بادشاہت نہ تھی۔

پس جب خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا کہ لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم تو اس سے یہ استنباط ہوا کہ پہلی خلافتوں والی برکات مسلمانوں کو بھی ملیں گی اور انبیاء سابقین سے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ سلوک کیا وہی سلوک وہ امت محمدیہ کے خلفاء کے ساتھ بھی کرے گا اگر کوئی کہے کہ پہلے تو خلافت ملوکیت کا بھی ذکر آتا ہے پھر خلافت ملوکیت کا ذکر چھوڑ کر صرف خلافت نبوت کے ساتھ اس کی مشابہت کو کیوں مخصوص کیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک مسلمانوں کے ساتھ بادشاہتوں کا بھی وعدہ ہے مگر اس جگہ بادشاہت کا ذکر نہیں بلکہ صرف مذہبی نعمتوں کا ذکر ہے چنانچہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم۔"

کہ خدا تعالیٰ اپنے قائم کردہ خلفاء کے دین کو دنیا میں قائم کر کے رہے گا اب یہ اصول دنیا کے بادشاہوں کے لئے نہیں اور نہ ان کے دین کو خدا تعالیٰ نے کبھی دنیا میں قائم کیا ہے بلکہ یہ اصول روحانی خلفاء کے متعلق ہی ہے پس یہ آیت ظاہر کر رہی ہے کہ اس جگہ جس خلافت سے مشابہت دی گئی ہے وہ خلافت نبوت ہے نہ کہ خلافت ملوکیت اسی طرح فرماتا ہے

"ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا"۔ کہ خدا ان کے خوف کو امن سے بدل دیا کرتا ہے یہ علامت بھی دنیوی بادشاہوں پر کسی صورت میں بھی چسپاں نہیں ہو سکتی کیونکہ دنیوی بادشاہ اگر آج تاج و تخت کے مالک ہوتے ہیں تو کل تخت سے علیحدہ ہو کر بھیک مانگتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے خوف کو امن سے بدل دینے کا کوئی وعدہ نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات جب کوئی سخت خطرہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اس کے مقابلہ کی ہمت تک کھو بیٹھتے ہیں۔

پھر فرماتا ہے:۔

یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا۔ کہ وہ خلفاء میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے گویا وہ خالص موحد اور شرک کے شدید ترین دشمن ہوں گے مگر دنیا کے بادشاہ تو شرک بھی کر لیتے ہیں حتیٰ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ بھی ممکن ہے کہ ان سے کبھی کفر بواح بھی صادر ہو جائے پس وہ اس آیت کے مصداق کس طرح ہو سکتے ہیں۔

چوتھی دلیل جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان خلفاء سے مراد دنیوی بادشاہ ہرگز نہیں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفسقون۔ یعنی جو لوگ ان خلفاء کا انکار کریں گے وہ فاسق ہو جائیں گے اب بتاؤ کیا جو شخص کفر بواح کا بھی مرتکب ہو سکتا ہے آیا اس کی اطاعت سے خروج فسق ہوتا ہے؟ یقیناً ایسے بادشاہوں کی اطاعت سے انکار کرنا انسان کو فاسق نہیں بنا سکتا فسق کا فتویٰ انسان پر اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفاء کی اطاعت سے انکار کرے۔

غرض یہ چار دلائل جن کا اس آیت میں ذکر ہے اس امر کا ثبوت ہیں کہ اس آیت میں جس خلافت کا ذکر کیا گیا ہے وہ خلافت ملوکیت نہیں پس جب خدا نے یہ فرمایا کہ:۔

لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم

کہ ہم ان خلفاء پر ویسے ہی انعامات نازل کریں گے جیسے ہم نے پہلے خلفاء پر انعامات نازل کئے تو اس سے مراد یہی ہے کہ جیسے پہلے انبیاء کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہوتی رہی ہے اسی طرح ان کی مدد ہو گی پس اس آیت میں خلافت نبوت سے مشابہت مراد ہے نہ کہ خلافت ملوکیت سے۔

تیسری بات اس آیت سے یہ نکلتی ہے کہ یہ وعدہ امت سے اس وقت تک کے لئے ہے جب تک کہ امت مومن اور عمل صالح کرنے والی رہے جب وہ مومن اور عمل صالح کرنے والی نہیں رہے گی تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے اس وعدے کو واپس لے لے گا۔

گویا نبوت اور خلافت میں یہ عظیم الشان فرق بتایا کہ نبوت تو اس وقت آتی ہے جب دنیا خرابی اور فساد سے بھر جاتی ہے جیسے فرمایا:۔

ظھر الفساد فی البر والبحر (روم ع۵)

یعنی جب بر اور بحر میں فساد واقع ہو جاتا ہے لوگ خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں الٰہی احکام سے اپنا منہ موڑ لیتے ہیں ضلالت اور گمراہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور تاریکی زمین کے چپہ چپہ کا احاطہ کر لیتی ہے تو اس وقت لوگوں کی اصلاح کے لئے خدا تعالیٰ کسی نبی کو بھیجتا ہے جو پھر آسمان سے نور ایمان کو واپس لاتا اور ان کو سچے دین پر قائم کرتا ہے لیکن خلافت اس وقت آتی ہے جب قوم میں اکثریت مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی ہوتی ہے اور خلیفہ لوگوں کو عقائد میں مضبوط کرنے کے لئے نہیں آتا بلکہ تنظیم کو مکمل کرنے کے لئے آتا ہے گویا نبوت تو ایمان اور عمل صالح کے مٹ جانے پر آتی ہے اور خلافت اس وقت آتی ہے جب قریباً تمام کے تمام لوگ ایمان اور عمل صالح پر قائم ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ خلافت اسی وقت شروع ہوتی ہے جب نبوت ختم ہوتی ہے کیونکہ نبوت کے ذریعہ ایمان اور عمل صالح قائم ہو چکا ہوتا ہے اور چونکہ اکثریت ان لوگوں کی ہوتی ہے جو ایمان اور عمل صالح پر قائم ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ اپنی خلافت کی نعمت عطا فرما دیتا ہے اور درمیانی زمانہ جب کہ نہ تو دنیا نیکوکاروں سے خالی ہو اور نہ بدی سے پر ہو۔ دونوں سے محروم رہتا ہے کیونکہ نہ تو بیماری شدید ہوتی ہے کہ نبی آئے اور نہ تندرستی کامل ہوتی ہے کہ ان سے کام لینے والا خلیفہ آئے پس اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کا فقدان کسی خلیفہ کے نقص کی وجہ سے نہیں بلکہ جماعت کے نقص کی وجہ سے ہوتا ہے اور خلافت کا مٹنا خلیفہ کے گنہگار ہونے کی دلیل نہیں بلکہ امت کے گنہگار ہونے کی دلیل ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ صریح وعدہ ہے کہ وہ اس وقت تک خلیفہ بناتا چلا جائیگا جب تک جماعت میں مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی اکثریت رہے گی جب اس میں فرق پڑ جائے گا اکثریت مومنوں اور عمل صالح کرنے والوں کی نہیں رہے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب چونکہ تم خود بد عمل ہو گئے ہو اس لئے میں اپنی نعمت تم سے چھین لیتا ہوں (گو خدا چاہے تو بطور احسان ایک عرصہ تک پھر بھی جماعت میں خلفاء بھجواتا رہے) پس وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ خراب ہو گیا ہے وہ بالفاظ دیگر اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ جماعت کی اکثریت ایمان اور عمل صالح سے محروم ہو چکی ہے کیونکہ خدا کا یہ وعدہ ہے کہ جب تک امت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گی اس میں خلفاء آتے رہیں گے اور جب وہ اس سے محروم ہو جائے گی تو خلفاء کا آنا بھی بند ہو جائیگا۔ پس خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی امکان نہیں ہاں اس بات کا ہر وقت امکان ہو سکتا ہے کہ جماعت کی اکثریت ایمان اور عمل صالح سے محروم نہ ہو جائے۔

چوتھی علامت خلفاء کی اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ ان کے دینی احکام اور خیالات کو اللہ تعالیٰ دنیا میں پھیلائے گا چنانچہ فرماتا ہے:۔

ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم

کہ اللہ تعالیٰ ان کے دین کو تمکین دے گا اور باوجود مخالف حالات کے اسے دنیا میں قائم کریگا یہ ایک زبردست ثبوت خلافت حقہ کی تائید میں ہے اور جب اس پر غور کیا جاتا ہے تو خلفاء کی صداقت پر خدا تعالیٰ کا یہ ایک بہت بڑا نشان نظر آتا ہے۔

پھر دین کے ایک معنے سیاست اور حکومت کے بھی ہوتے ہیں اس لحاظ سے سچے خلفاء کی اللہ تعالیٰ نے یہ علامت بتائی کہ جس سیاست اور پالیسی کو وہ چلائیں گے اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں قائم فرمائے گا۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفہ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو اگر اس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اسے اس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے صوفیاء کی اصطلاح میں اسے عصمت صغریٰ کہا جاتا ہے گویا انبیاء کو تو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے لیکن خلفاء کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ

(باقی صفحہ ...)

ہمدرد نسواں (دانھرا کی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس ایک روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلۂ خلافت

(از مکرم قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ)

خدا تعالیٰ کے انبیاء ایک سلسلہ کی بنیاد رکھتے ہیں اور انسانی زندگی کے ناگزیر انقسام کے تحت اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں ان کی زندگی میں ایک گروہ ان کے مشن میں ان کا ممنوا پیدا ہو جاتا ہے اور اس مشن کے جاری رکھنے کی طبعی خواہش اور جذبہ ان میں موجود ہوتا ہے خدا تعالیٰ بھی اپنے نبی کے ذریعہ قائم کردہ مشن کو اصلاح خلق کی غرض سے دنیا میں قائم رکھنا چاہتا ہے چنانچہ اس نے اس غرض کی تکمیل کے لئے نبی کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم کیا ورنہ نبی کا قائم کردہ مشن اور پیدا کردہ گروہ نبی کی وفات کے بعد پراگندہ ہو جاتے اور اصلاح خلق کا پروگرام تکمیل کو نہ پہنچے۔

خلافت کا مقام

خلافت کے معنے نیابت کے ہیں نائب اپنے سے کسی بالا ہستی کی نیابت کرتا ہے گویا خلیفہ کسی بلند ہستی کا نائب ہوتا ہے اور اس ہستی کی طرف سے قوم کی راہنمائی اور نگہبانی کرتا ہے یہ امر کہ افراد خلیفہ سے برتر نہیں ہوتے کبھی مابہ النزاع نہیں رہا اس صورت میں یہ بات بھی واضح ہے کہ خلیفہ افراد کا نائب نہیں ہوتا

اس ضمن میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ امام وقت کی وفات پر قوم اپنی رہنمائی کے لئے ایک شخص کو چن لیتی ہے اگر امام زندہ رہتا تو خلیفہ کے چناؤ کی ضرورت نہیں تھی گویا امام وقت کی عدم موجودگی کا خلاء خلیفہ کے وجود سے پر کیا جاتا ہے چونکہ امام افراد کا نائب یا ان کا نمائندہ نہیں ہوتا لہذا خلیفہ بھی نہ ہی افراد کا نائب ہے اور نہ نمائندہ وہ امام کا نمائندہ ہے۔

تیسری بات جو اس ضمن میں یاد رکھنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ خلیفہ جس ضابطہ کی ترویج و اشاعت کے لئے مقرر ہوتا ہے وہ ضابطہ افراد کا ساختہ نہیں بلکہ بالا ہستی یعنی خدا کی طرف سے عاید کیا جاتا ہے گویا خلیفہ افراد کے منشور کا پابند نہیں بلکہ افراد پر بطور نگران مقرر کیا جاتا ہے یہ صورت بھی ظاہر کرتی ہے کہ خلیفہ افراد کا نمائندہ نہیں وہ ان کے خیالات کی نمائندگی نہیں کرتا بلکہ بوجہ اس کے کہ وہ ایک بالا ہستی کے قانون کے نفاذ کا انچارج ہے افراد سے بلند مرتبہ رکھتا ہے

خلافت کی ضرورت

ایک طبقہ میں یہ خیال بھی پیدا ہو سکتا ہے کہ جب بانی اپنا پیغام قوم کے پاس چھوڑ جاتا ہے تو خلافت کے سلسلہ کی چنداں ضرورت نہیں ایسا خیال قلت تدبر کا نتیجہ ہے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں :-

اوّل :- اگر مامور کے مشن پر تمام دنیا لبیک کہہ دیتی تو سطحی جائزہ سے یہ کہا جا سکتا تھا کہ ایسی صورت میں مشن کی اشاعت کی ضرورت باقی نہیں گو غور کرنے سے یہ بات خلاف عقل ظاہر ہوتی انسانی فطرت کا کسی بات کو تسلیم کر لینا اس پر عمل کرنے کے میدان کے لئے کافی نہیں بلکہ افراد کو نمونہ کی ضرورت رہتی ہے

دوئم :- مامور کا پیغام الفاظ میں ہوتا ہے ان الفاظ کا مفہوم ہر فرد اپنے علم و ماحول و ذہنیت کے مطابق ڈھال لیتا ہے جس وجہ سے یک جہتی ناممکن ہے

سوئم :- چونکہ انسانی ذہن میں اپنے سے مخالف خیال کو غلط تصور کرنے کا مادہ پایا جاتا ہے اس سے ایک کشمکش اور تفرقہ مامور کے ماننے والوں میں پیدا ہو جانے کا احتمال ہوتا ہے جو مامور کے مقصدِ اصلاح کو ملیامیٹ کر دیتا اگر پیغام کے بعد انسان کے لئے کسی نمونہ کی ضرورت نہ ہوتی تو خدا تعالیٰ کسی پیغامبر یا نبی کو نہ بھیجتا بلکہ فرشتوں کے ذریعہ ہر انسان کے دل میں اپنا پیغام الہام کرتا اور انسان اس پر عمل کرتا چلا جاتا مگر

چہارم :- اس صورت میں بھی بوجہ فرق علمی و دماغی ہر انسان اس پیغام کا جدا مفہوم سمجھتا ہے اور پھر عمل کے میدان میں اور بھی اختلاف ہو جاتا جس سے یک جہتی جو قومی اصلاح اور اخلاقی بلندی کے لئے ایک بنیادی عنصر ہے یکسر مفقود ہوتی گویا اصلاح کا مقصود حاصل نہ ہو سکتا اختلافِ خیال و عمل کے ضمن میں کوئی فرد دوسرے کی بات ہرگز نہ مانتا کیونکہ اس کو بھی براہ راست باری تعالیٰ نے پیغام دیا ہوتا۔

پنجم :- دنیا کی تاریخ میں یہ واقعہ بلا اختلاف مذکور ہے کہ کسی نبی پر تمام بنی نوع انسان ایمان نہیں لائے بلکہ دنیا کی آبادی کی ایک قلیل نسبت ایمان لاتی ہے اور ایمان نہ لانیوالے نہ صرف اس پر ایمان نہیں لاتے بلکہ اس کی مخالفت میں دن رات ایک کر کے اپنی تمام قوت یکجا کرتے ہیں اور اس کے مشن کو ناکام کرنے کے لئے اکثر اوقات اختلافی نظریات کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں نبی کی وفات پر اس کے ماننے والوں میں سے ایک طبقہ محض کوتاہ اندیشی سے مشن کو اس کی زندگی سے وابستہ تصور کرنے لگ جاتا ہے اور ایک طبقہ بزدلی سے مشن سے علیحدہ ہو جاتا ہے تاہم مخلص اور جاں نثار افراد آبدیدہ ہوتے ہیں کہ ہمارا حصار خداوند کے پاس چلا گیا اب اس سلسلہ کو قائم رکھنا خدا کے اختیار میں ہے اگر کوئی مرکزی نقطہ مقرر نہ ہو تو اس حالت میں جو نتیجہ ظاہر ہوگا وہ ظاہر ہے پس ایسی حالت میں نبی کا نائب موجود ہونا ضروری ہے۔

ششم :- یہ بات محتاج بیان نہیں کہ خدا تعالیٰ مامور کو محض اس غرض سے نہیں بھیجتا کہ وہ آئے اور دنیا میں انسانوں کے ہاتھ سے تکلیف اٹھائے اور فوت ہو جائے اور اس کے چند ایک پیرو ہراساں و پریشاں رہیں اور مشن میں ابتری پھیل جائے خدا تعالیٰ اپنے نبی کے ذریعہ مخلوق کی اصلاح کے لئے ایک مشن قائم کرتا ہے یا ایک مسخ شدہ مشن کو اصلی حالت میں دنیا میں ظاہر کرتا ہے تو لازماً اس حکیم ہستی کے مدنظر یہ امر ہوتا ہے کہ اس اصلاحی دور اور رَو کو ایک لمبے زمانہ تک قائم رکھا جائے ورنہ کسی مصلح کا مبعوث ہونا محض بے فائدہ ہے سو ہم دیکھتے ہیں کہ خدائے حکیم نے مامور کے بعد سلسلہ خلافت جاری رکھا قرآن حکیم میں فرمایا :-

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ
كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ
دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ
اَمْنًا ط" (سورہ نور)

ہم نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور مناسب موقع عمل کرتے ہیں وعدہ کیا ہے کہ ان کو خلافت عطا کریں گے جس طرح کہ گزشتہ زمانہ کے لوگوں کو عطا کی تھی تاکہ ان کے لئے وہ دین جو ہم نے ان کے لئے پسند کیا قائم کیا جائے اور خوف کے بعد ان کو تسکین حاصل ہو۔

ظاہر ہے کہ خلافت کا دیا جانا ایمان لانے کے بعد کا واقعہ ہے گویا امام کی وفات کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم کیا جاتا ہے لہذا "اس خلافت" سے خود بانی (امام وقت) کا عہد مراد نہیں ہو سکتا

اس آیت میں خلافت کی ضرورت کو اجمالاً بیان کیا گیا ہے فرمایا کہ خلافت کے قیام سے اس دین کا قائم کیا جانا مقصود ہے جو خدا تعالیٰ نے لوگوں کے لئے پسند فرمایا اور بانی کی وفات پر مختلف وجوہ سے پیدا شدہ کو خوف کو دور کر کے دلی تسکین اور سکون عطا کرنا مدنظر ہے اگر خلافت کو غیر ضروری خیال کیا جائے تو گویا ان مقاصد کی تکمیل ضروری نہیں حالانکہ خدا تعالیٰ نے ان مقاصد کی تکمیل کو ایک اہم امر قرار دیا ہے۔

"سلسلہ خلافت کو غیر ضروری کہنا ایک افسوسناک الزام ہے"

ایک طبقہ ایسا بھی رہا ہے جو یہ نظریہ پیش کرتا ہے کہ خلافت کی ضرورت نہیں اس کے بغیر بھی قوم قائم رہ سکتی ہے یہ نظریہ دو زاویوں سے بالبداہت غلط ہے

اولاً یہ ہے کہ اس نظریہ سے یہ استنباط ہوگا کہ ہم میں مومن موجود نہیں کیونکہ اگر مومن موجود ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ التزام ٹھہرایا ہے کہ خلافت کا قیام کیا جائے۔

دوئم یہ کہ ہم میں مومن تو ہیں مگر خلافت قائم نہیں ہوگی۔ ایسا نظریہ رکھنا اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی نفی کرتا ہے۔

خلافت کے مقام کے متعلق غلط فہمی کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ ایک طبقہ خلافت کو حکومت کے نظام کا بدل تصور کر کے حکومت سے متعلقہ اصول پر خلافت کو پرکھتا ہے اور خلافت کو دنیاوی حکومت پر عاید شدہ قیود سے پابند تصور کرتا ہے یہ خیال قرآن کریم میں بیان کردہ اصل کے صریح مخالف ہے حکومت کی تشکیل کے متعلق ذیل کی آیت میں بنیادی اصول بیان کیا گیا ہے فرمایا :-

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ
اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا
حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا
بِالْعَدْلِ ط (سورہ ۔)

(اللہ تعالیٰ تمہیں تاکید کرتا ہے کہ حق حکومت کی امانت اس کے اہل کے سپرد کرو اور جب تم حکومت کی ذمہ داریوں کو بجا لاؤ تو عدل کو مدنظر رکھو)

واضح ہے کہ اس آیت میں خلافت کے قیام کا ذکر نہیں آیۂ خلافت میں خلافت کے قیام اور اس آیت میں حکومت کی تشکیل میں ایک بنیادی فرق بیان فرمایا خلافت کے قیام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے مگر اس آیت میں فرمایا کہ حکومت جیسی امانت کو اہل لوگوں کے سپرد کیا کرو یہ فرق اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خلافت کی خلعت خدا کی طرف سے عطا کی جاتی ہے۔ سلسلہ خلافت اور نظام حکومت میں کئی ایک دیگر امتیازات بھی قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ حکومت کے متعلق بیان فرمایا

اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَیْنَهُمْ

کہ حکومت کے امور مشورہ سے ہی طے پاتے ہیں یہ وہ منشورہ نہیں۔ مگر سلسلہ خلافت میں یہ قید نہیں اسی ضمن میں خلیفہ کے متعلق آیت :-

"شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ"

میں اصل بیان کیا گیا ہے مشورہ دینے کا حق افراد کو نہیں دیا گیا تاہم خلیفہ کو ارشاد ہے کہ وہ مشورہ لے البتہ مشورہ کی پابندی کا خلیفہ مکلف نہیں یہاں یہ امر بیان کر دینا ضروری ہے کہ اس آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا گیا ہے مگر اس کا اطلاق آپ کی ذات جسمانی تک محدود نہیں بلکہ آپ کے سلسلہ کے نگران جو بحیثیت خلیفہ (یعنی نائب رسول) کھڑے ہوں تک بھی اس کا اطلاق ممتد ہے اگر یہ اصل صرف حضور کی ذات تک محدود رکھنا مقصود ہوتا تو قرآن حکیم میں اس امر کو بیان نہ کیا جاتا حضور کو بذریعہ الہام اس امر کی ہدایت فرما دی جاتی حکومت کا مقصود افراد کی خواہشات کو ایک ترتیب کے ساتھ نفاذ کرنا ہے اس لئے عقلاً افراد کے مشورہ سے امور کا طے پانا ضروری ہے مگر نظام خلافت کا مقصود افراد کی خواہشات کا نفاذ نہیں بلکہ شریعت الٰہیہ کا قیام کرنا اور افراد پر اس کا عائد کرنا ہے۔ لہذا افراد کے مشورہ کی پابندی بے معنی ہے ایک اہم امتیاز یہ ہے کہ نظام حکومت میں

افراد کو حکومت کے کسی فعل سے اختلاف پر عدالت کی طرف رجوع کا حق دیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا

فردوہ الی اللہ و رسولہ

مگر سلسلہ خلافت میں یہ حق افراد کو نہیں دیا گیا ان امتیازات کے مدنظر خلافت کا مقام حکومت کے مقام سے بہت مختلف ہے

خلیفہ کے تقرر کئے جانے کے طریق

خلیفہ کے مقرر کئے جانے کو اللہ تعالےٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے سو ایک طریق عقلاً یہ بھی ہو سکتا تھا کہ خدا تعالےٰ امام کی وفات پر کسی شخص کو الہام کرے کہ تم خلیفہ مقرر کئے جاتے ہو

دوسرا طریق یہ ہو سکتا تھا کہ بانی یا خلیفہ خود اپنے بعد کے خلیفہ کو نامزد کر جائے

تیسرا طریق یہ ہو سکتا تھا کہ بانی یا خلیفہ کی وفات پر قوم ایک شخص کا چناؤ بطور خلیفہ کرے۔

طریق اول میں کہ خدا تعالےٰ الہام کے ذریعہ کسی کو خلیفہ مقرر کر دے یہ ہوگا کہ وہ اعلان کرے گویا وہ بھی دعویٰ کرے اس صورت میں بانی کی طرح اس کی صداقت کے پرکھنے کی ضرورت ہوگی گویا بانی کی طرح پہلے ایک پھر دو پھر تین اور پھر زیادہ افراد اس کے پیرو بنتے چلے جائینگے گویا بانی کی وفات پر اس کا قائم کردہ نظام بجائے وسیع اور پختہ تر ہونے کے پھر ابتدائی مراحل پر گر جائے گا اور چونکہ خلیفہ کی قوت قدسیہ لازماً بانی کی نسبت کم ہوگی اس کے زمانۂ خلافت میں بانی کے زمانہ کی نسبت ایک قلیل تعداد اس کے ساتھ شامل ہوگی لہذا نظام بجائے ترقی کے تنزل کی طرف جائے گا اس صورت میں خلافت کا سلسلہ ایک عبث نظام ہوگا (نعوذ باللہ من ذالک)

دوسرا طریق نامزدگی کا طریق ہے اسلامی روایات سے ثابت ہے کہ یہ طریق بھی عمل میں لایا گیا مگر ہر موقعہ پر یہ طریق زیر عمل نہیں رہا نامزد کرنے والا خلیفہ کی وفات کے بعد اس کے احترام اور اس کے تقدس اور بحیثیت اس کے مومنوں کے راہنما ہونے کے اس کی نامزدگی کو اپناتے ہوئے قوم نامزد فرد کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیتی ہے تو گویا یہ قوم کا اپنا ہی انتخاب تصور ہوگا۔

خلیفہ نے چونکہ ایک موجود گروہ سے کام لینا ہوتا ہے اور ایک موجود نظام کو وسیع کرنا ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ سب جماعت یا اس کا ایک معتدبہ حصہ اس کے ساتھ ہو تب ہی یہ مقصد پورا ہو سکتا ہے مگر نامزدگی کی صورتِ اختلاف کا خدشہ موجود ہے جس کی وجہ سے خلیفہ کے کام کی توسیع میں کافی روک پیدا ہو سکتی ہے اس وجہ سے نامزدگی کو ہر موقع پر زیر عمل نہیں لایا گیا تاہم یہ طریق ہنگامی حالات میں نہایت ضروری ہے

تیسرا طریق قوم کے افراد کا خلیفہ کا انتخاب کرنا ہے انتخاب کی صورت میں لازماً ساری قوم یا قوم کا ایک معتدبہ حصہ خلیفہ کے ہاتھ میں ہاتھ دیگا چونکہ بعد میں دیگر جذبات کے علاوہ خود خلیفہ کو انتخاب کرنے کے فعل کا پاس ہوگا اور خلیفہ کے کام میں وہ اس کے معاون رہیں گے

چونکہ خلافت ایک انعام کی صورت میں ایمان اور عمل صالح کے ثمر کے طور پر خدا تعالےٰ کی طرف سے قائم کی جاتی ہے اس لئے افراد کو بطور حق خلیفہ کے انتخاب کا حق نہیں دیا گیا۔

خلافت خدا کا انعام ہے

افراد کو اس پر دخل حاصل نہیں

بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ چونکہ قوم خلیفہ کا انتخاب کرتی ہے اس لئے اس کو حق ہے کہ وہ جب چاہے خلیفہ کو خلافت سے ہٹا دے یہ خیال خلافت کو دنیاوی حکومت کے مقام پر تصور کرنے سے پیدا ہوا ہے جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے خلیفہ کا تقرر خدا تعالےٰ کرتا ہے مگر حکومت کے نظام کے انچارج کو افراد مقرر کرتے ہیں سو جب تقرر کا مرحلہ خدا تعالےٰ کا فعل ہے تو خلیفہ کے خلافت پر قائم رکھنے میں عقلاً افراد کو کوئی دخل حاصل نہیں ہو سکتا

ایک یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جب بھی خلیفہ کا کوئی پیرو فرداً یا بشمولیت گروہ خلیفہ کے ہٹا دینے کا مطالبہ کرے گا اس کی وجہ یہ بیان کی جائے گی کہ خلیفہ نے کوئی ایسا قدم اٹھایا ہے جو ان کی رائے میں غلط ہے تو گویا افراد کی رائے کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے خلیفہ کو خلافت کا نا اہل کہا جائے گا اس طرح خلیفہ کو افراد کی رائے کا پابند ٹھہرایا جائے گا۔ جو امر کہ متذکرہ بالا اصل کے صریح منافی ہے اس ضمن میں یہ امر بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ جب خدا تعالےٰ خلیفہ کے ذریعہ اپنا دین قائم کرنا چاہتا ہے تو خلیفہ کا فعل مشیت ایزدی کا آئینہ دار ہوگا اس کے برعکس افراد کے فعل یا ان کی رائے کو یہ مقام حاصل نہیں یہ صورت بھی خلیفہ کے فعل یا رائے کو چیلنج کرنا جائز قرار نہیں دیتی سو اختلاف رائے کی بناء پر افراد کو خلیفہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ہے نہ کہ اس بناء پر خلیفہ کو ہٹا دینے کا مطالبہ۔

تیسری بات توجہ کے قابل یہ ہے کہ خلیفہ کو ہٹا دینے یا معزول کرنے کا مطالبہ کرنے والا گروہ اگر نیا خلیفہ انتخاب کرے گا تو پہلے خلیفہ سے متفق حصۂ قوم کو عقلاً نئے خلیفہ سے اختلاف رائے ہوگا گویا اس نئے خلیفہ کو معزول کر دینا بھی جائز ہوگا اور پھر تیسرے خلیفہ کے متعلق بھی ایسا ہی ہوگا اور یہ سلسلہ بچوں کے مٹی کے گھروندوں کی طرح ہر روز کھیلا جائے گا اس حالت میں سلسلہ ہر آن تنزل کی سمت گامزن ہوگا

چوتھی بات اس ضمن میں یہ قابل غور ہے کہ دنیوی حکومت کے ساتھ مخاصمت کی صورت میں

فردوہ الی اللہ و رسولہ

کا حل پیش کیا یعنی عدالت کا دروازہ کھلا رکھا گیا مگر خلافت کے نظام میں خلیفہ سے اختلاف ہو جانے پر یہ راستہ مذکور نہیں گویا کسی دیگر ادارہ کو خلافت سے بالا نہیں رکھا گیا جس سے لازماً یہ نتیجہ نکلے گا کہ خلیفہ کی رائے بالا ہوگی اس صورت میں خلیفہ کا قوم کے ایک گروہ کی رائے کے مخالف کوئی قدم اٹھانا اس کو خلافت کا نا اہل نہیں ٹھہراتا لہذا اس بناء پر خلیفہ کو ہٹا دینے کا مطالبہ صریحاً ناجائز ہے۔

ایک غلط نظریہ کا ازالہ

اس موقعہ پر ایک غلط نظریہ کے متعلق کچھ کہنا ضروری ہے ایک طبقہ میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ چونکہ افراد خلیفہ کا انتخاب کرتے ہیں لہذا وہ افراد کا نمائندہ ہے اور نمائندہ پر جو حقوق افراد کے ہوتے ہیں وہ خلیفہ کی ذات کے متعلق بھی قابل نفاذ ہیں

اس ضمن میں پہلی بات یہ قابل غور ہے کہ قوم خلیفہ کا انتخاب بمعنی "تقرری" نہیں کرتی بلکہ بمعنی تلاش کرتی ہے اس فرق کی کئی ایک وجوہ ہیں :-

اول یہ کہ خلیفہ افراد کا نمائندہ نہیں بلکہ ایک بالا ہستی کے قانون کا افراد پر نفاذ کا نگران ہوتا ہے، دوئم یہ کہ خلیفہ کا انتخاب کرتے وقت قوم بانی کا نائب تلاش کرتی ہے اور معیار یہ مدنظر ہوتا ہے کہ کون ان سب میں سے زیادہ متقی ہے ایسے شخص کے ہاتھ میں قوم اپنا ہاتھ دے دیتی ہے اور اپنے آپ کو بیعت کے رنگ میں خلیفہ کے ہاتھ پر بیچ دیتی ہے سوئم یہ کہ دنیوی حکومت کے انچارج کی طرح خلیفہ سے حلف وفاداری یا دیانتداری نہیں لیا جاتا بلکہ افراد اس کی اطاعت کا حلف اٹھاتے ہیں۔

اس تشریح سے واضح ہے کہ خلیفہ کی تلاش کی جاتی ہے تقرری نہیں کی جاتی کم فہمی سے ایک طبقہ خلافت کو دنیوی حکومت کے درجہ پر رکھ کر نظام کی پختگی میں حائل ہوتا ہے یہی امر پہلی صدی ہجری میں مسلمانوں کے عروج میں رخنہ انداز ہوا۔

دردمندانہ اپیل

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چند سال بعد خلافت حقہ کا دور رہا پھر دینی دنیا میں فساد ہی فساد نظر آتا ہے اس دھند کے میں گاہے گاہے خدا تعالےٰ کے مقرب اسلام کی شمع کو جلا دیتے رہے آخر حضرت مرزا غلام احمد صاحب مہدیٔ آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے "منقطع سلسلہ خلافتِ راشدہ" کا سلسلہ از سر نو جاری فرمایا اور منہاج نبوت پر خلافت کا سلسلہ قائم کیا۔

خلافت سے وابستگی ایک نعمت ہے اے عزیزو! کیا ایک لڑی میں پروئے رہنا بہتر نہیں! تسبیح توڑنا موتیوں کی موت ہے۔

فون نمبر ۲۳۰۷ — فون نمبر ۲۳۰۷

اگر آپ کو

کبھی ایکسرے کروانے کی ضرورت پیش آئے تو ہماری دکان پر تشریف لاویں کوئی مریض اگر تانگے وغیرہ کے ذریعہ آنے کے قابل نہ ہو تو اس کے لئے ایمبولینس کار کا خاطر خواہ انتظام ہے۔

ادویات مناسب نرخ پر فروخت کی جاتی ہیں نیز نسخہ جات بڑی احتیاط سے تیار کئے جاتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر تجربہ کار ڈاکٹر کا بھی انتظام ہو سکتا ہے،

دوکان دن رات کھلی رہتی ہے

ایمبولینس کار لائل پور سے باہر (کسی بھی جگہ) کیلئے حاصل کی جا سکتی ہے کرایہ مناسب اور واجبی ہوتا ہے۔

شاہ میڈیکو کچہری بازار لائلپور

اعلان

کوئٹہ میں احمدیہ اخبارات کے ایجنٹ سے سلسلہ احمدیہ کے تمام اخبارات اور رسالہ جات و کتب مل سکتے ہیں مثلاً روزنامہ الفضل ماہنامہ رسالہ الفرقان ماہنامہ خالد عورتوں کے لئے ماہنامہ مصباح بچوں اور بچیوں کے لئے تشحیذ الاذہان ثاقب زیروی صاحب کا ہفتہ وار رسالہ لاہور - لاہور۔ (عبدالرحمٰن خان ایجنٹ کوئٹہ)

دفتر "الفضل" سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

۲۷ رمئی ۱۹۰۸ء کو ایک عظیم الشّان پیشگوئی کا ظہور

خلافت علیٰ منہاج النبوّت کے دور کا آغاز

از محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علّام الغیوب خدا سے علم پاکر آج سے چودہ سو برس پہلے فرمایا کہ آپ کی وفات کے بعد خلافت کا دور آئے گا جو نبوت کے منہاج پر قائم ہوگی (یعنی شخصی خلافت جو گویا دورِ نبوت کا تتمہ ہوگی) پھر اس دورِ خلافت کے بعد کاٹنے والی یعنی لوگوں پر ظلم کرنیوالی بادشاہت کا دور آئے گا پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ دور بھی ختم ہو جائے گا تو اسکے بعد پھر دوبارہ خلافت کا دور آئے گا جو ابتدائی دور کی طرح نبوت کے منہاج پر قائم ہوگی اسکے بعد راوی کہتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔"

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۷۳)

اس حدیث کو اگر دوسری حدیثوں کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس دور سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت کا دور ہے جو مطابق آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ آنحضرتؐ کے کامل بروز ہیں اور آپؐ کی بعثت دوسرے الفاظ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت ہے اور حدیث کیف تھلک امتی انا فی اولھا و المسیح ابن مریم فی اٰخرھا یعنی میری امت ہلاک نہیں ہوسکتی کیونکہ اسکے اول میں میں ہوں اور اسکے آخری حصہ میں مسیح موعود ہوگا اس سے بھی عیاں ہے کہ جیسے اسلام کی ترقی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوت کے ذریعہ ہوئی تھی اسی طرح آخری زمانہ میں اسلام کی ترقی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد خلافت کے ذریعہ ہوگی جو خلافت علیٰ منہاج النبوت یعنی اسلام کے دور اول کی خلافت کے مطابق ہوگی۔ اسی لئے مشکوٰۃ مطبوعہ اصح المطابع کراچی صفحہ ۴۶۱ پر بین السطور اسکی یہ تشریح لکھی ہے:۔

"الظاھر ان المراد بہ زمن عیسٰی والمھدی"

یعنی ظاہر یہی ہے کہ خلافت علیٰ منہاج النبوت کے اس دوسرے دور سے مسیح اور مہدی کا زمانہ مراد ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی کتاب "الوصیت" میں بالتصریح فرمادیا کہ آپ کے بعد اسی طرح قدرت ثانیہ یعنی خلافت کا ظہور ہوگا جیسا کہ تمام نبیوں کے وقت میں ہوا اور خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے...۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہوگئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کرکے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔" (الوصیت صفحہ ۸)

اور فرمایا:۔

"سو اے عزیزو جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کردیوے...۔ اور وہ دوسری قدرت آ نہیں سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔" (الوصیت صفحہ ۹)

آخر وہ جدائی کا دن آ پہنچا اور حضور علیہ السلام ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو اپنے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے اور ۲۷ رمئی کو قادیان میں جماعت احمدیہ قادیان اور دوسری جماعتوں کے نمائندوں نے بالاتفاق حضرت حاجی الحرمین مولوی حکیم نورالدینؓ کو خلیفۃ المسیح منتخب کرکے سب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے جو اس وقت اخبار البدر کے ایڈیٹر تھے مندرجہ ذیل تحریر جو حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں بطور درخواست تھی سب کو پڑھ کر سنائی۔

"اما بعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اول المہاجرین حضرت حاجی الحرمین مولوی حکیم نورالدین صاحب جو ہم سب میں سے اعلیٰ اور اتقیٰ ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوہ حسنہ قرار فرما چکے ہیں جیسا کہ آپ کے شعر سے

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر یک پُر از نور یقیں بودے

سے ظاہر ہے کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔

اس پر غیر مبایعین میں سے شیخ رحمت اللہ صاحب مالک انگلش ویئر ہاؤس اور ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور اور مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب سرجن وغیرہ نے دستخط کئے تھے۔

مزید برآں خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے بیعت خلافت کے بعد جو مکتوب

الفردوس کلاتھ مرچنٹ
انار کلی
سے
ہر قسم کا
سوتی ریشمی
اور اونی کپڑا خریدیں
پہلے سے بھی زیادہ آپکے تعاون کی ضرورت ہے
الفردوس کلاتھ مرچنٹ انار کلی لاہور

خالص سونے کے زیورات خرید فرمائیں
از
غنی سنز جیولرز
۱۲۲ انار کلی لاہور
ہر قسم کے سپورٹ
پرائز کپس و دیگر ظروف چاندی ای پی ایس تیار ملتے ہیں

افراد جماعت کے نام بھیجا وہ یہ تھا:۔

"حضور کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقربا حضرت مسیح موعود و باجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی۔ اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نورالدین سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی ۔۔۔۔ حضرت حکیم الامۃ کو مندرجہ بالا جماعتوں کے احباب اور دیگر کل حاضرین قادیان نے جن کی تعداد اوپر دی گئی ہے۔ بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا۔ یہ خط بطور اطلاع کل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذات خود یا بذریعہ تحریر حاضر ہو کر بیعت کریں۔"

(ضمیمہ الحکم مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

اب دیکھو کیا یہ خدا تعالےٰ کا تصرف نہیں تھا کہ تمام ان اکابر غیر مبائعین کو جنہوں نے بعد میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی مخالفت کرنی تھی۔ کبھی یہ کہہ کر کہ الوصیت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شخصی خلافت کا ذکر نہیں کیا بلکہ صدر انجمن کو خلیفہ بنایا ہے اور کبھی یہ کہہ کر کہ اگر خلیفہ منتخب بھی کیا جائے تو پرانے احمدیوں کو اس کی بیعت کرنا ضروری نہیں بلکہ نئے احمدیوں کے لئے اس کی بیعت کرنا ضروری ہو گی۔ ان سب سے قولاً اور فعلاً خلافت علیٰ منہاج النبوت کا اقرار کروا لیا۔

اور سب نے خلیفہ کے فرمان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کی طرح جماعت کے لئے تسلیم کرنا ضروری قرار دیا۔ ممکن ہے بعض ان میں سے اس وقت بھی دل سے اس کے مخالف ہوں لیکن کسی کو خلافت علیٰ منہاج النبوت کے قیام پر اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ گو بعد میں انہوں نے اعتراض کئے اور مولوی محمد علی صاحب نے لکھا۔ "خلافت کا سلسلہ صرف چند روزہ ہوتا ہے تو کس طرح تسلیم کیا جائے کہ اگر ایک شخص کی بیعت کر لی تو اب آئندہ بھی کرتے جاؤ۔"

(ضمیمہ اخبار پیغام صلح ۲ر اپریل ۱۹۱۴ء)

اور ڈاکٹر سید بشارت احمد صاحب نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ ہم سے غلطی ہوئی کہ خلیفہ تجویز کیا۔ لیکن کچھ بھی ہو اُسے غلطی کہو یا کچھ اور۔ مگر یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے تصرف سے ہوا جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اور آپ کے کامل بروز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ یہ پیشگوئی کی تھی کہ مسیح موعود کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو گی اور وہ ہو گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "الوصیت" میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مثال دے کر یہ وضاحت کر دی تھی کہ آپ کی وفات کے بعد بھی شخصی خلافت ہو گی اور جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک صدیق عطا کیا تھا ویسے ہی اللہ تعالےٰ نے آپ کو بھی ایک صدیق عطا کیا جو آپ کا جانشین ہوا۔ میں اس مختصر مضمون میں دو مشابہتوں کا جو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ میں پائی جاتی ہیں ذکر کرتا ہوں۔

پہلی مشابہت

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ سے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"انی قلت ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت۔"

(بخاری)

یعنی جب میں نے کہا کہ میں تم سب کی طرف اللہ تعالےٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں تو تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے لیکن ابوبکرؓ نے کہا کہ ہاں تو صادق ہے۔

نیز فرمایا:۔

"ما دعوت احدا الی الاسلام الا کانت لہ عنہ کبوۃ وتردد ونظر الا ابابکر ما عتم عنہ حین ذکرتہ وما تردد فیہ۔"

(سیرۃ ابن ہشام)

یعنی میں نے جب بھی کسی کو اسلام کی طرف بلایا تو اس نے تردد کیا اور اس کے قبول کرنے میں پس و پیش کیا لیکن ابوبکر کے پاس جب میں نے ذکر کیا تو اس نے بغیر کسی تردد اور تاخیر کے اُسے قبول کر لیا۔

اور بعینہٖ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ

"انہوں نے ایسے وقت میں بلا تردد مجھے قبول کیا کہ جب ہر طرف سے تکفیر کی صدائیں بلند ہونے کو تھیں اور بہتیروں نے باوجود بیعت کے عہد بیعت فسخ کر دیا تھا اور بہتیرے سست اور متذبذب ہو گئے تھے تب سب سے پہلے مولوی صاحب ممدوح کا ہی خط اس عاجز کے اس دعویٰ کی تصدیق میں کہ میں ہی مسیح موعود ہوں۔ قادیان میں میرے پاس پہنچا جس میں یہ فقرات درج تھے آمنا وصدقنا فاکتبنا مع الشاھدین۔"

دوسری مشابہت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ایک قول فون نمبر ۲۷۸۸ ایک زبان

احمدیوں کی کپڑے کی مشہور دکان

مجاہد کلاتھ ہاؤس

چوک بازار ملتان شہر

ہر قسم کا بہترین کپڑا مثلاً اونی۔ ریشمی۔ آرٹ سلک سوتی ساڑھیاں، دوپٹے، سیٹ، لیڈی ہملٹن سیٹ وغیرہ واجبی نرخوں پر ہم سے خرید کر فائدہ اٹھائیں۔

پروپرائٹر:۔ چوہدری عبدالرزاق اینڈ سنز جالندھری

خلافت کی اہمیت

(بقیہ صفحہ ۱۳)

ان سے کوئی ایسی اہم غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ اُن کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں مگر انجام کار نتیجہ یہی ہو گا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو گا اور اسکے مخالفوں کو شکست ہو گی گویا بوجہ اسکے کہ ان کو عصمت صغریٰ حاصل ہو گی خدا تعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہو گی جو ان کی ہو گی۔ بے شک بولنے والے وہ ہونگے زبانیں انہی کی حرکت کریں گی۔ ہاتھ انہی کے چلیں گے دماغ انہی کا کام کرے گا مگر ان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا اپنا ہاتھ ہو گا۔ ان سے جزئیات میں معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ بعض دفعہ انکے مشیر بھی ان کو غلط مشورہ دے سکتے ہیں لیکن ان درمیانی روکوں سے گذر کر کامیابی انہی کو حاصل ہو گی اور جب تمام کڑیاں مل کر زنجیر بنے گی تو وہ صحیح ہو گی اور ایسی مضبوط ہو گی کہ کوئی طاقت اسے توڑ نہیں سکے گی۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ اوّل)

سرمہ ممیرا لخاص ککرے۔ خارش چشم۔ دھند۔ جالا۔ کمزوری نظر۔ ناخونہ کا مجرب علاج قیمت فی تولہ ۳/- روپیہ چھ ماشہ ۱/۵۰ ۳ ماشہ ۱/- تیار کردہ: دواخانہ خدمت خلق ربوہ

وما نفعنی مال احد قط
ما نفعنی مال ابی بکر۔
(ترمذی)

یعنی مجھے کسی شخص کے مال سے کبھی ایسا فائدہ نہیں پہنچا جیسا کہ ابوبکرؓ کے مال سے پہنچا ہے۔

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے متعلق فرماتے ہیں:۔
"ان کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے۔ مَیں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا ہوں جو اس کے مقابل پر بیان کرسکوں"۔ (ازالہ اوہام)

پس خلافت علیٰ منہاج النبوت کے دور کی جو پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح اور مہدی کے زمانہ سے متعلق فرمائی تھی وہ پیشگوئی ۲۷؍ مئی ۱۹۰۸ء کو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی مندرجہ الوصیت کہ آپ کی وفات کے بعد خلافت کا ایسا ہی سلسلہ شروع ہوگا جیسا کہ ہر نبی کی وفات کے بعد ہوا اور خصوصاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت سے شروع ہوا روز روشن کی طرح پوری ہوگئی۔ اور اس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صادق اور منجانب اللہ ہونا بھی ثابت ہوگیا۔ اور آپ کے بعد بھی سلسلہ خلافت آپ کے صدیق سے شروع ہوا جیسا کہ آپ کے سید و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سلسلہ خلافت آپ کے صدیق سے شروع ہوا۔

اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد و علیٰ خادمہ المسیح الموعود و بارک وسلم

مقصد زندگی
و
احکام ربانی
اسّی صفحہ کا رسالہ بزبان اُردو
کارڈ آنے پر مفت
عبداللہ الٰہ دین سکندر آباد دکن

(لیڈر بقیہ صفحہ ۳)

سوائے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلادے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کردیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہوجائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہوجائیں۔ جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہوکر دعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہوکر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔" (رسالہ الوصیت ص۷، ۸)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت میں یہ "دوسری قدرت" اپنے پورے کمال کے ساتھ ظاہر ہوئی اللہ تعالیٰ نے جماعت کے خوف کو خود امن میں بدل دیا اور سیدنا حضرت مسیح موعود کا جنازہ خود خلیفۃ المسیح الاوّل نے پڑھا۔ جماعت کے تمام عناصر نے پورے اتحاد و اتفاق کے ساتھ اس دوسری قدرت کا خیر مقدم کیا اور آج ہم خلافت المسیح الثانیہ کے دور سے گذر رہے ہیں۔ اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بات کہ تمہارے دین کو تمکنت فی الارض بخشا جائیگا۔ لفظ بلفظ پوری ہو رہی اور جماعت کی سرگرمیاں روز بروز کرہ ارض کا احاطہ کرتی چلی جاتی ہے اور خدا کی یہ بات کہ

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا" پایۂ تکمیل کو پہنچ رہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے یہ اس کی عظیم الشان پیشگوئی ہے جو پوری ہو رہی ہے اسلئے ہمیں اس کا شکر بجا لانا چاہیئے اور کان دھر کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصائح پر غور کرنا چاہیئے کہ

" اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتی اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی اور راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اُس محبت کو چھوڑ دو۔ جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہوکر اسکی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کریگا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے۔ جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر۔ اپنی عزت کو چھوڑ کر۔ اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اٹھاؤ گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے۔ جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔

خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہیئے وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعوےٰ کرتا ہے۔ لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔ (الوصیت)

ہمیں اس پھل کے درخت کا پتہ لگتا ہے خدا تعالیٰ کے

سرزمین قادیان کا اوّلین دواخانہ

جسے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا

سنہ ۱۹۱۱ء سے آپکی جملہ طبی ضروریات بہ احسن پوری کر رہا ہے

دوائی خاص
زنانہ امراض کا واحد علاج
قیمت فی شیشی ۳ روپے

حب مفید النساء
عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا قیمت خوراک ایک ماہ ۳ روپے۔

حب مان
سوکھے کی مجرب دوا۔
قیمت فی شیشی ۲ روپے

شہزین
خرابی جگر کمزوری جسم اور اٹھرا کی دوا قیمت خوراک ایک ماہ ۲/۲

تسہیل ولادت
پیدائش کی تکالیف کو آسان کریگی دوا قیمت ۲ روپے

پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا بھی علاج کیا جاتا ہے
زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے

قدیمی — اوّلین — شہرۂ آفاق
حب اٹھرا رجسٹرڈ
فی تولہ ایک روپیہ آٹھ آنے مکمل کورس ۱۱ تولہ ۱۲ روپے ۱۳ آنے

ہمارا اصول؟
• صاف ستھرے اجزاء
• دیانتدارانہ دواسازی
• عمدہ پیکنگ • غریبانہ قیمت
• مخلصانہ مشورہ
اور اسی اصول کے تحت سنہ ۱۹۱۱ء سے آپکی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں

مقوی دماغ گولیاں
ذہنی کام کرنے والوں کی بہترین معاون۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ

زدجام عشق
طاقت کی لاثانی دوا
قیمت ۶۰ گولی ۱۴ روپے

زبیدا اولاد گولیاں
سو فیصدی مجرب دوا
قیمت فی کورس ۹ روپے

تریاق خاص
نوجوانوں کی صحت کا نگہبان
۳ روپے۔

عرق نظامی
بھوک کی خرابی جگر اور یرقان کا علاج قیمت ۱۶ دن کی خوراک ۴ روپے

مقوی دانت منجن
دانتوں کی عمر اور صحت بڑھانے کے لئے فی شیشی ۵۰ پیسے

حکیم نظام جان اینڈ سنز چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

سائیکل۔ ٹرائیسکل اور بچہ گاڑیاں مضبوط۔ خوبصورت اور ارزاں ملنے کا پتہ محبوب عالم اینڈ سنز راجپوت سائیکل ورکس نیلا گنبد لاہور

عالمی عدالت انصاف ہالینڈ کے سابق نائب صدر ہز ایکسی لینسی
جسٹس ڈاکٹر سر محمد ظفر اللہ خان صاحب

"مکرمی جناب حکیم مبارک احمد خان صاحب عرصہ ۱۴ - ۱۵ سال سے طبیہ عجائب گھر کو خوبی اور تندہی سے چلا رہے ہیں اور اس ادارہ سے یونانی ادویہ اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کی نہایت خالص دستیاب ہو سکتی ہیں۔ طبیہ عجائب گھر اعلیٰ پیمانے پر خدمتِ خلق بجا لاتا ہے اور رفاہِ عام کا ایک اہم شعبہ ہے جس پر حکیم مبارک احمد خان صاحب بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں"۔

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال فرماتے ہیں "میں نے طبیہ عجائب گھر کے بعض مرکبات خود استعمال کئے ہیں اور اپنے مریضوں کو استعمال کرائے ہیں۔ ان کو بے حد مفید پایا ہے"۔

جناب محترم ایم ۔ این رضوی صاحب سٹی مجسٹریٹ لاہور تحریر فرماتے ہیں ۔" پیر صلاح الدین صاحب پی ۔ سی ۔ ایس ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر لاہور نے مجھے بنیادی جمہوریت کے انتخابات کے زمانے میں بتایا کہ کام کی زیادتی کی وجہ سے جو تکان ہو جاتی ہے اس سے محفوظ رہنے کے لئے سونے کی گولیوں کا استعمال بہت مفید ثابت ہوا ہے میں نے اس قول کو آزمایا اور درست پایا"۔ ایک ماہ کورس ۱۴ روپے + طبیہ عجائب گھر پوسٹ بکس ۴۸۹ لاہور ۔ ناظم الخیبی طبیہ عجائب گھر امین آباد ضلع گوجرانوالہ

طفل آزار بچوں کی امراض میں ایک روزمرہ کی نہایت مفید دوا ۔ قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے۔
شفاء ہومیو لیبارٹریز ربوہ

قومی خوشحالی کیلئے

قومی مقاصد کو آگے بڑھانے کا ایک لازمی ذریعہ قومی بچت ہے۔ قومی انعامی بونڈ خرید کر آئندہ خوشحالی کے منصوبوں کو کامیاب بنائیے۔ اس میں آپ کی رقم محفوظ رہتی ہے۔ جب چاہیں بھنا سکتے ہیں، سال میں تین بار بیش قدر انعام پانے کا موقعہ ملتا ہے، اور آپ کی بچت ملکی ترقی میں مدد دیتی ہے۔

قومی انعامی بونڈ خریدیئے

PRESTIGE

نور کاجل

دنیائے طب کی بے نظیر ایجاد!

آنکھوں کی خوبصورتی اور تندرستی کے لئے بہترین تحفہ۔ موتیا بند کے سوا آنکھوں کی جملہ امراض کا تیر بہدف علاج۔ آنکھوں کو گرد وغبار اور موسمی اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کا مسلسل استعمال بینائی تیز کرتا اور آنکھوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ بچوں، عورتوں اور مردوں سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ متعدد جڑی بوٹیوں کا سیاہ رنگ کا نسخہ جو ہر ہے جو پچاس سالہ استعمال و تجربہ کے بعد تیار کیا جا رہا ہے۔ قیمت: فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ علاوہ محصول ڈاک و پیکنگ۔

تیار کردہ:- خورشید یونانی دواخانہ۔ گولبازار ربوہ

بشیر جنرل سٹورز گولبازار ربوہ

ربوہ کی مشہور و معروف معیاری دکان

جہاں آپ اپنی ضرورت کی اشیاء خوردنی۔ کراکری۔ ہوزری۔ کٹلری۔ کاسمیٹک سٹیشنری۔ سکول و کالج کی کتب ہر وقت حسب منشاء حاصل کر سکیں گے۔

بہترین اشیاء مناسب قیمت اور دیانتداری سے آپ کی خدمت ہمارا اصول ہے!

پروپرائٹر بشیر جنرل سٹورز گولبازار ربوہ

مصری مصنف علامہ علی عبدالرزاق کی عربی تصنیف

اسلام اور اصولِ حکومت

کا اردو ترجمہ

یہ کتاب پہلی مرتبہ ایک ایسے موضوع پر لکھی گئی تھی جو مسلمانانِ عالم میں صدیوں تک زیر بحث رہا۔ شیخ علی عبدالرزاق کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہ نہ تھا کہ دنیا میں ایک نئی ریاست یا حکومت وجود میں آئے۔ رسول کریمؐ کی حاکمیت دینی تھی نہ کہ دنیاوی۔ قیمت چار روپے۔

ملنے کا پتہ: پیپلز پبلشنگ ہاؤس المنار مارکیٹ انارکلی لاہور۔ فون نمبر ۴۵۱۲

بے بی ٹانک
BABY TONIC

- بچوں کی رکی ہوئی نشوونما اور ہر قسم کی کمزوری کا علاج۔
- بچوں کے دستوں۔ قے۔ بدہضمی اور سوکھے پن کے لئے اکسیر۔
- دانت نکالنے کے زمانہ میں بچوں کو صحت مند اور مضبوط بناتی ہے۔

★ قیمت ایک ماہ کورس -/۳ علاوہ خرچ ڈاک۔

★ تفصیلات مفت۔

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ ★

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رشید اینڈ برادرز ٹرنک بازار سیالکوٹ کے

مٹی کے تیل سے جلنے والے چولہے

بلحاظ اپنی خوبصورت شکل و شباہت، مضبوطی، تیل کی بچت اور افراطِ حرارت کے تمام دنیا میں بے مثال ہیں

اپنے شہر کے ہر جنرل مرچنٹ سے طلب کریں

رشید اینڈ برادرز ٹرنک بازار سیالکوٹ ★

ہمدرد دلنسوال (جوڑ اکھڑا) مرض اٹھرا کی بے نظیر دواء۔ مکمل کورس ۱۹ روپے۔ دواخانہ خدمتِ خلق رجسٹرڈ ربوہ